لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

ظلم کی مذمت

عدل وانصاف، رحم وکرم، عفوودرگذر اور احسان وسلوک سے جس طرح انسان سنورتا ہے، معاشرہ سرسبز ہوتا ہے، دنیا شادوآباد ہوتی ہے، اسی طرح ظلم سے انسانی فطرت مسخ ہوجاتی ہے، اس کی درندگی سے معاشرہ تباہ ہوتا ہے اور دنیا ویران ہوجاتی ہے۔ اس لئے کلام مجید میں جتنی عدل واحسان کی توصیف وقیام عدل کی تاکید ہے اس سے زیادہ ظلم کی مذمت بیان ہوئی ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ — اللہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا

مزید فرمایا:

وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ — اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا

حضرت ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا اور یہ آیت پڑھی۔

وَکَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰی وَھِیَ ظَالِمَۃٌ اِنَّ اَخْذَہٗ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ (سورہ ہود۔۱۰۲)

اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی (اور) سخت ہے۔

مولانا شاہ معین احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ

از: دین رحمت ص ۸۶و۸۹

۲۵ر ستمبر ۲۰۰۰ء | سالانہ/۱۳۰روپے | فی شمارہ/۶روپے

Regd. No.LW/ NP/63
Fax No. 0522-787310
788376
R.N.I.No.UP.URD.03615/24/1/2001-Tc
Office Ph.No.787250 (Ext)18
Guest House-323864
Website : - www.nadwatululama.org, Email : - nadwa@sancharnet.in
FORTNIGHTLY Vol. No. : 1 Issue No.: 21

TAMEER-E-HAYAT

NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226 007 (INDIA) Rs. 6/-

ھوالشافی
ایک باخدمت کا موقع دیں

روزآنہ سپر جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ
آنکھوں کی جانچ پاور، دھوپ کے
فینسی چشموں کا
ایک خاص مقام
چشمہ گھر
مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ
60082 آپٹیشن ایچ، رحمن

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم

گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد نعیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینار مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

بطینا
قبض اور گیس کی کامیاب دوا
HASANI PHARMACY
117/41 Goyane Road, Lucknow - 226018 Ph.: 202677
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لیے رابطہ قائم کریں

اودھ کی شان
کوبہ آوننگ
ہمارے یہاں ہر طرح کے المونیم اور اوننگ کا کام ہوتا ہے۔ ایک بار خدمت کا موقع دیں۔
پتہ:
ایم کے ملک ۱/۳۰۱ وشال گومتی نگر لکھنؤ۔ (یو۔پی)
موبائل NO: 9839095795

چشمہ ساگر
جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ آنکھوں کی جانچ ہوتی ہے
AUTO REFRCCTO METER AR-860
فوٹوکرامک ☆ کوٹیڈ لینس ☆ ہائی انڈیکس ریزی لینس
فینسی پاور و دھوپ کے چشموں کا خاص مقام
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)
شنکرجی کی مورتی کے نزدیک، معتبر گنج اعظم گڑھ

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Nadwatul Ulama
at Parekh offsetPressTagore Marg, Lucknow, u.p. Editor: *Shamsul Haq Nadwi*

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت ونشریات دار العلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ۳۸ | ۲۵ ستمبر ۲۰۰۱ء ...... مطابق ...... ۷ رجب المرجب ۱۴۲۲ھ | شمارہ نمبر ۲۲

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دار العلوم ندوۃ العلماء

مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی

مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون

سالانہ ---- =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ---- =/۶ روپے

بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک ...... ۳۰ ڈالر

بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۱۵ ڈالر

☆☆☆

نیچے بنے دائرہ میں سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین ادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں

منیجر

گذارش

خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام و پتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے

(منیجر)

خط وکتابت کا پتہ

منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی

ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پاریکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس ۔ کمپوزنگ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء لکھنؤ

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

لیکن بند دلوں کو کھولنا اس کا کام نہیں

مسلمانوں کے شکوک وشبہات اور الحاد وبے دینی سے بچانے کے لئے جو تدبیر ہمارے حکمائے متکلمین نے اختیار کی۔ وہ بھی اپنی جگہ پر ایک چیز ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ محض علوم زمانہ کے ذریعہ مسلمانانِ زمانہ کو زمانہ کی غلطیوں سے بچا کر یقین واذعان کی منزل مقصود تک پہنچانے کی یہ تدبیر نہیں۔ متکلمین کے علاج سے یہ ہو سکتا ہے کہ بیماری کے کچھ عوارض زائل ہو جائیں، لیکن اس سے صحت کا درجہ کبھی حاصل نہیں ہو سکتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور جس زمانہ میں ہوا روم و مصر، شام و ایران میں فلسفیانہ علومِ الٰہیات کے یہ شکوک وشبہات پورے موجود تھے۔ لیکن اس کی اصلاح علمِ کلام کے ایجاد سے نہیں کی گئی۔ بلکہ قوت ایمانی اور حسن عمل کی زندہ مثالوں نے ان کے شکوک وشبہات کے پردوں کو چاک کر دیا۔ تعلیم یافتگانِ نبوتؐ جہاں پہونچے سیدھی، سادی اور بے کج وپیچ خدائی منطق جو قرآن کی صورت میں تھی اور اُسوۂ رسولؐ جس کے وہ خود نمونہ تھے، یہ دو چراغ ان کے ہاتھ میں تھے۔ جن کو لے کر وہ آگے بڑھتے گئے۔ اور تاریکی کا پردہ چاک ہوتا گیا۔ صحابہؓ کے دور کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین کا دور آیا۔ ان کے زمانہ میں ہذیل علاف، نظام اور جاحظ وغیرہ متکلمین بھی تھے۔ مگر تاریخ بتا سکتی ہے کہ اسلام کی ہدایت کا سرچشمہ کس رُخ سے بہتا رہا۔ اور دین واخلاق کی خشک زمین کس سے سیراب ہوتی رہی۔ یہی صورت اس دور کے بعد بھی رہی۔

شیخ الرئیس بو علی سینا اور ابو سعید اور ابو الخیرؒ ایک زمانہ میں تھے، مگر روحانی ہدایت کہاں سے ملی؟ اور حضرت ابو سعید کا حکیم مشرق بو علی سینا کو یہ فرمانا اب بھی صادق ہے "آنچہ تو می گوئی من می دانم وانچہ می دانی من می بینم"۔ دوسرے ملکوں کو چھوڑیئے صرف اپنے ملک کو دیکھئے۔ یہاں خیالی اور شرح مواقف پر حاشیہ چڑھانے والوں نے کتنے دلوں کو منور کیا۔ اور چشت اور سہرورد کے خانوادوں نے اپنے نور باطن سے لاکھوں قلوب کو روشن کر دیا۔

بات یہ ہے علم کلام صرف معترضوں کی زبان کو بند کرنا سکھاتا ہے، لیکن بند دلوں کو کھولنا اس کا کام نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

۱	بند دلوں کا کھولنا اس کا کام نہیں	علامہ سید سلیمان ندویؒ	۲
۲	زندگی کے بگاڑ کا اصل علاج خوف خدا (اداریہ)	مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۵
۳	قوم کی تم ہو امانت تمہیں یہ دھیان رہے (نظم)	ذوالنورین رہبر لکھنوی	۷
۴	مستان کی موت	مولانا عبد اللہ عباس ندوی	۸
۵	غزل	دلاور حسین یقین ندوی فیض آبادی	۱۰
۶	مصر کا ایک سفر	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	۱۱
۷	محبت کے ماحول میں جینے کا گرُ	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۱۴
۸	ایک مردِ مومن کی مثالی زندگی	مولانا محمد کلیم صدیقی	۱۷
۹	نعت	قاسم تہنر راعینی سلونوی	۲۰
۱۰	اوکرانیا میں اسلام	عبد الرحمٰن المحمود	۲۱
۱۱	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۵
۱۲	نعت	تسنیم فاروقی	۲۵
۱۳	ندوہ کے شب و روز	محمد فرقان نیپالی	۲۶
۱۴	عالمی خبریں	معید اشرف ندوی	۲۹
۱۵	مطالعہ کی میز پر	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۳۰

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔

۲۔ فی کاپی =/Rs. 15 کے حساب سے زرِ ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔

۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ =/Rs. 30

۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ =/Rs. 40

۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔

۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے

۵۔ انٹرنیٹ ,, تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم فی سینٹی میٹر =/Rs. 80

بیرون ملک کے نمائندے

مدینہ منورہ
Mr.TARIQUE HASAN ASKARI Sb.
P.O.Box No.842
Mdina Munawwara(K.S.A)

برطانیہ
Dr.M.AKRAM NADWI Sb.
Oxford Center for Islamic Studies
George Street
Oxford Ox1 2AR , U.K.

ساؤتھ افریقہ
Mr.M.YAHYA SALLO NADWI Sb.
P.O.Box No.388 Vereninging.(S.Africa)

قطر
Mr.ABDUL HAI NADWI Sb.
P.O.Box.No.10894, Doha-Qatar

دبئی
Mr.QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb.
P.O.Box No.12525, Dubai(U.A.E)
Ph.No.3970927

پاکستان
Mr.ATAULLAH Sb.
Sector A-50 Near Sau Quater
H.No.109 Town Ship kaurangi
Karachi-31(Pakistan)

امریکہ
Dr.A.M.SIDDQUI Sb.
98-Conklin Ave.Woodmere
New York 11598(U.S.A)

Website:www.nadwatululama.org
E-mail Address: nadwa@sancharnet.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مولانا محمد رابع حسنی ندوی

زندگی کے بگاڑ کا اصل علاج خوفِ خدا

دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اگر پروردگار عالم کا ڈر نہ ہو اور آخرت میں جزاء و سزا کا تصور نہ ہو تو انسان اپنے نفس کا بندہ اور زندگی کے ہر معاملہ کو صرف اپنے دنیاوی مفادات کے پس منظر میں دیکھنے والا بن جاتا ہے۔ اور یہ بات بعض وقت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کے خاطر دوسروں کے ساتھ حق تلفی بلکہ ظلم و چیرہ دستی کرنے سے بھی باز نہیں آتا، یہ بات قوموں کی زندگی میں بھی پائی جاتی ہے، اور افراد کی زندگی میں بھی نمایاں طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔

تاریخ انسانی میں خوف خدا اور خوف آخرت سے عاری معاشروں میں اس سلسلہ کے بڑے افسوسناک واقعات، ظالمانہ رویے برابر واقع ہوتے رہتے ہیں، قرآن مجید میں ایسے معاشرہ کا جہاں جہاں تذکرہ آیا ہے وہاں ان کے ظالمانہ طور و طریق کو واضح کیا گیا ہے، اور ان کے بگاڑ کے تذکرہ کے ساتھ اس کی بنیادی وجہ خدائے واحد کی تابعداری سے ان کے برگشتگی ظاہر کی گئی ہے۔

فراعنۂ مصر نے اپنے انتقال کرنے والے بادشاہوں کے پہاڑ جیسے مقبرے بنانے کے لئے اپنے عوام سے کس قدر ظالمانہ طریقہ سے بیگار لیا اور اس کی بناء پر ظلم و زیادتی کے ذریعہ اپنی عظمت کے نشانات قائم کرنے کی مثالیں پیش کیں، پھر اپنے دنیوی فائدوں کے لئے اپنی ماتحت اقلیتی قوم بنی اسرائیل کی شریف زادیوں کو اپنی کنیزیں بنایا تا کہ ان سے بے محابا خدمت لیں اور فائدہ اٹھائیں، اور ان کے بچوں کو عمومی طور پر تہ تیغ کرنے کا طریقہ اختیار کیا، کہ وہ بڑے ہو کر مقابلہ پر نہ آسکیں، قرآن مجید اس کا ذکر اس طرح کرتا ہے "یُذَبِّحُ اَبْنَاءَ هُمْ وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَ هُمْ" (ان کے لڑکوں کو ذبح کرتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا) دوسری طرف قوم عاد و ثمود اور عمالقہ اپنی طاقت اور زور دستی کا مظاہرہ کرتے پھرتے تھے۔ جس کو قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ "اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ آيَةً تَعْبَثُوْنَ، وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ، وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ"۔ (کہ ہر جگہ پر تم کوئی شاندار یادگار تعمیر کرتے ہو اور جب کسی پر تم طاقت کا استعمال کرتے ہو تو بڑے جبار اور قہار بن کر طاقت کا استعمال کرتے ہو)۔

قرآن مجید نے ان قوموں کا ذکر غالباً اس لئے کیا کہ یہ آئندہ آنے والے لوگ سمجھیں کہ آئندہ بھی خدائے واحد سے برگشتہ اور آخرت فراموش قوموں کا بھی یہی وطیرہ بن سکتا ہے۔ لہذا لوگ اس کو سمجھیں اور اپنے کو باطل پسندی اور نفس پرستی سے ہٹا کر خدائے واحد کے مقرر کئے ہوئے راہ مستقیم پر گامزن کریں۔ ورنہ وہ عذاب الٰہی کا شکار ہوں گے۔

قرآن مجید میں قوموں کے ساتھ ساتھ افراد میں اس طرح کے رویّہ کی مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں، جو زیادہ تر بنی اسرائیل کے افراد کی ہیں جب ان کا شروع کا اچھا زمانہ گذر جانے کے بعد ان کے بہت سے لوگ نفس پرستی اور دنیا طلبی میں مبتلا ہونے لگے اور بد دیانتی اور خود غرضی اور نا انصافی کے مرتکب ہوئے جو کہ دنیا سے ان کی نفس پرستانہ محبت و الفت کی وجہ سے اور خواہش نفس کی تابعداری میں ہوا۔ قرآن مجید میں یہ سب باتیں

محض تاریخ بتانے کے لئے نہیں دی گئیں بلکہ یہ اس لئے بیان کی گئیں کہ آنے والی قومیں اوران کے افراد سبق لیں اوراپنی زندگیوں کو صحیح رخ دیں، اوروہ صحیح رخ پروردگار عالم کی ناراضی کے ڈراور آخرت میں جزاء وسزا کے تصور سے جڑا ہوا ہے۔

قرآن مجید میں صاف صاف بتایا گیا ہے کہ جب انسانی معاشرے میں خرابیاں بہت عام اور بھیانک حد تک پہنچ جاتی ہیں تو پورا معاشرہ غضب الٰہی کا شکار ہوتا ہے۔اور بعض وقت اس کا اثر پورے معاشرے کی مکمل تباہی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ انسان عموماً اپنی طاقت ودولت کے نشے میں ان حقائق سے چشم پوشی کر لیتا ہے جس کا خراب انجام اس کو بعد میں جھیلنا پڑتا ہے۔

قرآن مجید نے بہت سے واقعات اسی سلسلہ کے بیان کئے ہیں، اوران کا مقصد خدائے واحد پر ایمان رکھنے والوں کو توجہ دلانا ہے، ان میں سے بعض واقعات برسر اقتدار نسل کے ماتحت نسلوں کو دبانے اورنظر انداز کرنے کے ہیں، بعض واقعات اصحاب اقتدار کی طرف سے اپنی رعیت کے ساتھ ظلم وحق تلفی اوراستحصال کرنے کی صورت میں سامنے آتے ہیں اور بعض واقعات اہل ثروت وعظمت لوگوں کی طرف سے اپنی بے جاشان وعظمت کا مظاہر کرنے کے اور دوسروں کو اس کی خاطر پامال کرنے کے ہوتے ہیں، بعض واقعات معاشرہ میں کرپشن کے عام ہوجانے اوراپنی بیہودگیوں پر جرأت کے ساتھ عمل کرنے کے ہیں اور بعض واقعات بدمعاملگی اور کاروبار میں دھوکہ دہی کرنے اور ڈنڈی مارنے کے عمل عام ہوجانے کے ہیں، ایسی قوموں کے سلسلہ میں جن میں مذکورہ بالا واقعات عام ہوئے اوران کو سمجھانے والوں نے بہت بہت سمجھایا لیکن وہ اپنے میں تبدیلی نہیں لائے، بالآخر کوئی ایسی مصیبت ان پر ڈالی گئی کہ پوری پوری نسل تباہ ہوگئی۔ کہیں زلزلہ سے، کہیں طوفان سے، کہیں کسی اور آسمانی اور زمینی آفت سے تباہی آئی، اورخدا کے حکموں کو پامال کرنے اور تکبر اور بیجا زوردستی اور زیادتی اختیار کرنے پر سزادی گئی۔

آج کی دنیا میں ایسی ساری خرابیاں موجود ہیں، اور بڑھتی جارہی ہیں۔ان کے دور کرنے اوران سے بچنے کی فکر کرنی مفقود ہے۔ انسانی معاشرہ کرپٹ ہوتا جارہا ہے اظہارشان وشوکت کے لئے شاندار عمارتیں، مالی منفعت کے لئے غریبوں کے استحصال کے ادارے حصول اقتدار کے لئے ہر طرح کا توڑ جوڑ طاقت وعظمت کے جھوٹے مظاہر کے اقتدار کے بل پر دوسروں کو دبانے اوران کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے طریقے کاروبار ولین دین میں چالاکی اور دھوکہ دہی مذہبی یا نسلی بنیاد پر جور وظلم وحق تلفی وہ کون کون سی ایسی باتیں ہیں جو اس وقت کے انسانی معاشرے میں عام نہیں ہوتی جارہی ہیں، لیکن باوجود عہد حاضر کے جمہوریت اور مساوات کے دعوؤں اورنعروں کے اور آزادیٔ رائے اور حریت انسانی کے اعلانات کے اکثر جگہوں پر جبر واستحصال اور حق تلفی اور کمزور کو کمزور بنائے رکھنے کا سلسلہ جاری ہے، اور بعض بعض جگہوں پر تو ظلم وتعدی کی ماقبل تاریخ کی مثالیں تازہ کردی گئی ہیں، جن کی گواہی سائبریا میں جلاوطن کئے جانے والے افراد کے حالات اور جنوبی یورپ کے اقلیتی آبادیوں کے ساتھ سفاکی برتنے اور فلسطینیوں کے ساتھ حق تلفی اور ظلم کے واقعات سے ملتی ہے۔ دنیا کے کئی متمدن ترین اور آزادی و جمہوریت کے دعویدار ملکوں میں گورے اور کالے کے درمیان ظالمانہ امتیاز کی مثالیں ابھی ذہنوں میں تازہ ہیں۔ یہ تو اجتماعی دائرے کے حالات ہیں ان کے ساتھ ساتھ انفرادی زندگی کے دائرے میں خود غرضی، بوالہوسی، چیرہ دستی اور بداعمالی کے حالات دنیا کے اکثر خطوں میں کھلے طریقے سے دیکھے جاسکتے ہیں اوراس سب پر مستزاد یہ کہ خوف خدا کا فقدان اور آخرت کی جزاء وسزا سے مکمل بے نیازی صورت حال کو اور زیادہ خراب اور قابل مواخذہ بنارہی ہے۔ ایسی صورت میں غضب الٰہی کا کسی وقت آجانا کوئی تعجب کی بات نہیں اس سلسلہ میں مسلمانوں کو بھی توجہ کی ضرورت ہے کہ ان میں بھی ان میں سے متعدد خرابیاں کھلے طریقہ سے دیکھی جاسکتی ہیں یہ سب بہت ڈرنے کی اور خطرہ محسوس کرنے کی باتیں ہیں، پروردگار عالم یہ سب دیکھتا ہے اوران باتوں کو جو ظلم وجبر اور خدائے واحد کے احکامات سے روگردانی اور آخرت کی جزاء وسزا سے

بے پرواہی کی صورت میں ظاہر ہوتی جاتی ہیں سخت ناپسند کرتا ہے، لیکن اس کی طرف سے مہلت اور اصلاح کر لینے کا موقع دینے کا معاملہ ہے تاکہ خطا کار لوگ مہلت سے فائدہ اٹھا کر اپنے کو درست کریں لیکن وہ اگر مہلت سے نہ فائدہ اٹھائیں اور نہ سمجھانے سے مانیں اوراپنی اصلاح نہ کریں تو ان کے لئے پھر پکڑ اور عذاب ہے۔

اولاً رہبران اخلاق ومذہب کی ذمہ داری ہے کہ خدا کا خوف دلائیں اور آخرت کی پکڑ سے ڈرائیں اور حالات کو بہتر بنانے کی طرف توجہ دلائیں پھر قائدین ملک کی ذمہ داری ہے کہ بگڑے ہوئے حالات کو درست کرنے کی کوشش کریں، اور ایسی زندگی استوار کرنے کی طرف توجہ کریں جس میں امن ہو آپسی رواداری اور ہمدردی ہو، انسانیت کی قدروں کی پاسداری ہو، اور اپنے رب واحد کے احکام کی تابعداری ہو، تاکہ ملک وملت چین وراحت، امن وخوشحالی سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہو اور صحیح انسانی معاشرہ قائم ہوسکے۔

جوانانِ ملت کے نام.

قوم کی تم ہو امانت تمہیں یہ دھیان رہے

● ذوالنورین رہبر لکھنوی

اپنے اسلاف کی حرمت کو بنائے رکھنا
یہ بزرگوں کا اثاثہ ہے بچائے رکھنا

زندگی اپنی کثافت سے بچائے رکھنا
اپنے کردار کو ہر لمحہ سجائے رکھنا

قوم کی تم ہو امانت تمہیں یہ دھیان رہے
پرچم خلق ومروت بھی اٹھائے رکھنا

منزلِ اوج شفقت سے ملے گی تم کو
خواہشِ عیش کو تم دل میں دبائے رکھنا

راہ میں آئیں گے ہر چند تمہارے کانٹے
پیار کی سیج کو پھولوں سے سجائے رکھنا

یاد رب سے کبھی اک لمحہ نہ غافل ہونا
منظر نور حرم دل میں بسائے رکھنا

اپنے آئینۂ کردار کو رکھنا بے داغ
شیشۂ قلب کو پتھر سے بچائے رکھنا

چاہے جتنا بھی ستائیں یہ تمہارے احباب
دوستی کے لئے تم ہاتھ بڑھائے رکھنا

مصلحت اور فراست کا تقاضا یہ ہے
راز سربستہ کو دشمن سے بچائے رکھنا

قلب مضطر کو ترے زخم لگیں گے رہبر
پھر بھی اخلاق ومروت کو نبھائے رکھنا

نئی صدی کا ایک اور نیا تحفہ

مقالاتِ مفکرِ اسلام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: ——— محمد کاظم ندوی

قیمت حصہ اوّل Rs: 120/= قیمت حصہ دوم Rs: 120/=

عمدہ کاغذ، خوبصورت سرورق، کمپیوٹر کتابت

نوٹ:- اپنے کسی قریبی کتب فروش سے طلب کریں یا ہمیں لکھیں

پتہ:- مکتبہ ایوب کاکوری لکھنؤ ٢٢٦١٠٧

اللہ سے شرم کرو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے پوری طرح شرماؤ۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اللہ سے شرماتے ہیں، فرمایا اس سے پوری طرح شرماؤ، یعنی اپنے ذہن ودماغ میں ابھرنے والے خیالات کی نگرانی کرو۔ پیٹ میں جانے والی غذا کی دیکھ بھال کرو۔ اپنی موت کو یاد رکھو اور اس حقیقت کو کہ موت کے بعد یہ جسم سڑ جائے گا۔ اور تم فنا ہوجاؤ گے (ترمذی)

مستان کی موت

مولانا عبداللہ عباس ندوی

مستان بالآخر مر ہی گیا، گھٹ گھٹ کر مرا، اس کا مالک بھی وہی تھا جو تمام بندوں کا مالک ہے، ہمارے آپ کی طرح اس کی بھی ایک جان تھی، مگر زندہ دل نہیں مردہ دل تھا، پیدائشی مردہ دل، جذبات اور تمناؤں سے عاری، غم و غصہ سے پاک محبت و نفرت سے بیگانہ، اپنی دنیا میں مست، محنت مزدوری کے کام میں چست، افلاس کی گودوں میں پروان چڑھا، ایک مزدور باپ کا بیٹا، نوعمری سے مزدوری کرتا رہا، جھوٹ بولنے کی اس کی عادت نہ تھی، بے ایمانی کرنے یا کسی کا حق مارنے کی اس میں نہ ہوس تھی، اور نہ طاقت، صوبۂ بہار کے شہر گیا سے چند میل کے فاصلے پر ایک گاؤں تھا، جہاں پیدا ہوا تھا، بچپن سے اینٹ اور گارہ سر پر اٹھا کر یہاں سے وہاں پہنچاتا بانسوں کی بنائی ہوئی باڑھ پر پتھر اور سیمنٹ پہنچاتا شہر میں رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، ریلوے اسٹیشن کے پل پر ٹہل کر کبھی راتیں گزار لیا کرتا تھا، چائے خانے جب بند ہو جاتے اور باہر لگے ہوئے چولھے میں پتھروں کے کوئلوں کی گرمی رہ جاتی تو اس سے لگ کر اپنی پیٹھ سینکتا، اور جاڑوں کی لمبی راتیں گزار لیتا۔ ایک شب اسی طرح چولھے سے اپنی پیٹھ گرم کر کے ریلوے کے پل پر کنارے کنارے چل رہا تھا کہ کسی نے اس کے کاندھے پر بھاری ہاتھ رکھا، اور ساتھ چلنے کا اشارہ دیا، چند قدم بڑھا تھا کہ ایک قبرستان میں پہنچ گیا، سنسان و ویران قبرستان کے ایک گوشے سے ایک ایسی قبر نظر آئی جو زمین کے اندر دھنسی ہوئی تھی، اپنے ساتھ لانے والے فقیر نے اسی قبر میں اپنے ساتھ اس کو لٹایا، اپنے کمبل میں سے آدھا کمبل اس کو اڑھایا، صبح ہوئی تو وہ کمبل بھی غائب تھا اور کمبل والا بھی لاپتہ، سہ پہر تک اسی جگہ پڑا رہا، نہ کھانے کو ایک دانہ اور نہ پینے کو ایک قطرہ پانی، پھر وہ فقیر نظر آیا اور حکم دیا لکڑی چن لائے، اس نے آگ روشن کی، فقیر نے اپنی کمر سے ایک جڑی نکالی، المونیم کی ایک گہری پلیٹ میں اس جڑی کا ایک ٹکڑا ڈالا، پانی گرم تھا ہی سرخ ہو گیا، حکم دیا کہ اس کو پی جائے، اس گرم پانی کو پینے سے جسم میں طاقت آگئی، بھوک پیاس ختم اور فقیر غائب، نصف شب کے بعد پھر وہ فقیر اپنا کمبل لئے نظر آیا اور آدھے کمبل میں اس کو شریک کر لیا۔ اس طرح کئی سال گزر گئے، آنکھیں سرخ جسم پر صرف ایک تہبند، نہ کہیں آنے جانے کی خواہش اور نہ کسی شے کی طلب، ایک روز اسی فقیر نے اس کی کمر میں ایک پٹکا باندھا، اور زور سے دھکا دے کر نکل گیا۔ گرنے والے نے سر اٹھایا تو وہ اپنے شہر کے اسٹیشن پر تھا، رات ہو گئی تھی، ایک ننگ دھڑنگ کالا کلوٹا آدمی، سر اور داڑھی کے بڑھے ہوئے بال، فقیرانہ اور وحشت ناک صورت دیکھ کر گشتی پولیس والوں نے پکڑ لیا، قریب ہی اس کی بہن کا کچا مکان تھا۔ وہاں اس کے بہنوئی نے اسکو پہچان لیا، یہ تو ہمارے گھر کا پگلا (پاگل) ہے، رات ایک مسجد کے نیچے گزر گئی، اور صبح کو اپنے باپ کے پاس پہنچا، باپ نے صورت دیکھی اور ماتھے پہ تین ہاتھ مارے اور مر گیا۔ مستان کا بیان ہے کہ اس فقیر نے اس کی کمر میں جو پٹکا باندھا تھا اس کو کھولا اس میں اتنے روپے تھے کہ جس سے اس نے باپ کی تجہیز و تکفین کی اور باقی سے اس نے اپنے باپ کا "چھوٹا" اور "بڑا کام" کیا، (غالباً قرآن خوانی اور ایصال ثواب وغیرہ) پھر شہر آیا، دن بھر مزدوری کرتا، اور رات کو مسجد کے نیچے سو جایا کرتا، مسجد میں ایک حاجی صاحب تھے، ان کے پیر دبایا کرتا، اور وہ اس کو اللہ رسول کی باتیں سناتے، مکہ مدینہ کا ذکر کرتے، اور اس کو یہ وظیفہ سکھایا "ربّا لے چل مکہ" مزدوری سے کھانے پینے کے بعد جو پیسہ بچتا وہ حاجی صاحب کو دے دیتا۔ سولہ برس اسی طرح گزر گئے، تو حاجی صاحب نے کہا کہ اب تیرے پیسے اتنے ہو گئے کہ تو حج کر سکتا ہے۔ انھوں نے سب انتظامات کرا دیئے، اور حاجیوں کے ساتھ مکہ روانہ کر دیا۔

اس کو ایک حرف بھی پڑھنا نہیں آتا تھا، اور سوائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے

کچھ پڑھنا نہ آیا، نمازوں میں اسی کو دہراتا، طواف میں یہی پڑھتا، تمام مشاعر حج میں یہی پڑھتا رہا، قرآن شریف اپنے سر پر رکھتا۔ ہر سطر پر اپنی انگلی گھماتا۔ یہ سب سچ ہے۔ یہ اللہ کا کلام ہے، یہی اس کی تلاوت تھی، مسجد نبویؐ کی زیارت کے بعد مکہ آیا اور حجاج کے بوجھ قلی کی طرح اٹھا کر ادھر سے ادھر پہنچایا کرتا۔ کچھ عرصہ بعد مدرسہ صولتیہ کے ذمہ داروں نے اس کو صفائی کے کام پر رکھ لیا۔ خدا کی شان کہ اسی سال وزیر داخلہ امیر نائف بن عبدالعزیز نے اعلان کر دیا کہ جو پہلے کے حاجی آئے ہوئے رہ گئے ہیں اور رہنا چاہتے ہیں وہ اقامہ بنوا لیں، فلاں تاریخ تک۔ اس کے بعد سب پکڑ کر نکال دیئے جائیں گے۔ مدرسہ صولتیہ نے اس کا اقامہ بنا دیا، تنخواہ اور مزدوری کے پیسے جمع کر کے جو رقم اکٹھا ہوتی وہ گیا کی اس مسجد میں بھیج دیتا جس کے نیچے وہ سویا کرتا تھا۔ اور خط لکھواتا کہ اس رقم کو مسجد کی مرمت اور توسیع میں صرف کیا جائے، پھر چند سال بعد اس نے میرے ذریعہ ندوہ کے معہد القرآن میں ایک کمرہ تعمیر کرنے کے لئے پیسے بھیجنا شروع کئے، وہ کمرہ جس کے اوپر اس کے نام کی تختی لگی ہے "محمد اسحاق والد شنو میاں عرف مستان' مکہ مکرمہ" وہ آج بھی الحمدللہ قرآن حفظ کرنے والے بچوں کی قیام گاہ میں شامل ہے، اور اس سے ملے ہوئے کمروں پر بمبئی، مدراس، بنگلور کے سیٹھوں کے نام کی تختیاں ہیں، ایک گدائے بے نوا کا نام اس ضمن میں دیکھ کر رشک آتا ہے، اسی طرح اندور کی مسجد کے لئے کچھ رقم بھجوائی، گیا کی مسجد کریم گنج میں وضو خانہ اور بچوں کے قرآن شریف پڑھنے کا کمرہ اسی کا بنوایا ہوا ہے، وہ کہا کرتا تھا کہ ہم جاہل آدمی حساب کتاب جانتے نہیں، کل قیامت میں جب اللہ پاک پوچھے گا کہ تم نے کہاں سے پیسہ حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا تو ہم کہدیں گے کہ تیرے نام پر لوگوں نے دیا اور تیرے نام پر ہم نے اس کو خرچ کر دیا" حساب کاہے کا دیں" جب تک وہ کام کرتا رہا اس کے پاس پیسے جمع ہوتے رہے اور کچھ لوگ اللہ کے نام اس کے ہاتھ میں کچھ پکڑا دیا کرتے تھے وہ سب ملا کر اسی طرح اس نے مکہ مکرمہ کی زندگی بہت آرام سے گزاری، رہنے اور کھانے پینے کا انتظام میرے غریب خانہ کے عقب میں ایک کمرے کے اندر تھا، گھر کے بچے یا ملازم اس کو کھانا پانی اور چائے پہنچا دیا کرتے تھے، ایک رقم اس نے مجھے دی کہ ندوہ میں ایک اچھا کمرہ بنوا دیجئے، پوچھا کیا کرو گے؟ اس نے کہا جب ہم ندوہ جائیں گے تو وہاں رہیں گے، میں نے عزیزم جناب فضل الباری صاحب کو تکلیف دی، انھوں نے بڑی محبت اور محنت کے ساتھ اسی رقم میں ایک کمرہ بنوا دیا، اور اچھا کمرہ بنوایا، جس میں ملحق حمام بھی تھا، مگر اس کی وجہ سے "الرائد" کا آفس اندھیرا ہو گیا، اور یہ آفس اسی نئے کمرہ میں منتقل ہو گیا، ارادہ ہے کہ جتنی رقم میں وہ کمرہ بنا ہے وہ ندوہ سکروری میں طلباء کے لے بنوا دے۔

وہ کئی سال سے معذور ہو گیا تھا، آنکھیں بھی جاتی رہی تھیں، زبردستی ہاسپٹل میں داخل کیا گیا، تھرما میٹر اس کے منھ میں لگایا گیا تو اس کو دانت سے توڑ دیا، معلوم نہیں کہ مدرسہ صولتیہ کی ملازمت کے زمانے میں اس پر کون سا غیبی سایہ سوار ہو گیا تھا کہ وہ راتوں کو اٹھ کر چیختا اور تہجد کے وقت سے ہنگامہ شروع کر دیتا، الحمدللہ میرے گھر والوں نے خاص طور سے میری بیٹی، داماد اور نواسے جو میری غیر موجودگی میں رہتے اس کی دیکھ بھال کرتے رہتے تھے، میرے ڈرائیور عبدالستار نے بھی اس کی خدمت کی، محلے کے کچھ مخلصین نے بھی حسب ضرورت اس کی جسمانی خدمت کی، مرنے سے پندرہ دن پہلے اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا، موت سے دو روز پہلے اس کو نہلوایا گیا۔ سفید کپڑا پہنایا گیا، اس کے دو روز بعد شام کو اس کی موت کی آخری ہچکی آئی اور چل بسا، اس کے رب نے اس کو مکہ بلایا تھا۔ غیب سے اتنے آدمی نہ جانے کہاں سے آگئے تھے کہ حرم شریف میں اس کے جنازہ کی نماز ہوئی اور جنت المعلیٰ میں خاک کا پیوند ہو گیا۔ غفر اللہ لہ۔

اس مرد خدا کی تجہیز و تکفین کا واقعہ بھی عجیب و غریب ہوا، جب اس کا انتقال ہوا تو سعودی عرب کے نظام کے ماتحت پہلے اسپتال میں اس کی موت طبعی کا سرٹیفکٹ حاصل کرنا ضروری تھا۔ راقم کا ایک لڑکا ڈاکٹر ہے اس نے کارروائی جلد پوری کرادی۔ احمد ندیم (میرے خویش) نے ہندوستانی سفارتخانہ سے اس کے دفن کئے جانے کی اجازت حاصل

کی کیونکہ وہ لاوارث تھا زندگی بھر مجرد رہا ہندوستان میں بھی کوئی اس کے خاندان کا فرد نہیں تھا اس لئے سفارتخانہ سے رجوع کرنا ضروری تھا، اس مرحلہ کے بعد میں نے سوچا تھا کہ میرے گھر کے دو تین افراد پوری مشایعت کے لئے ناکافی ہوں گے مگر خدا بھلا کرے عزیزم عبداللطیف کی (اصلاً فیض آبادی) کا، انہوں نے زور دیا کہ اس کی لاش غسل کے بعد حرم شریف لے جاکر نماز جنازہ پڑھائی جائے اور وہاں سے ہم لوگ کاندھوں پر جنت المعلیٰ لے جائیں گے۔

انہوں نے ایسی ہمت دکھائی کہ ہم لوگوں نے ان کی بات منظور کرلی، حرم تک لاش لے جانے والے اور وہاں سے جنت المعلیٰ تک پہنچانے والے اتنے لوگ تھے جو عام طور پر متوسط الحال خاندانوں کی اموات کے لئے نہیں ہوا کرتے، نہ جانے کہاں سے اور کدھر سے لوگ آگئے اور جب حرم شریف سے جنازہ اٹھایا گیا تو بے شمار اللہ کے بندے اس کے جنازہ کو اتنی تیزی کے ساتھ قبرستان (جنت المعلیٰ) لے گئے کہ ہمارے افراد خاندان پیچھے رہ گئے اور وہاں جاکر قبر میں لٹانے کے لئے کچھ نئے قسم کے لوگ برآمد ہوئے اور میرے اعزہ سے اجازت لے کر اس کو قبر میں لٹایا اور آناً فاناً تمام کام مکمل ہوگئے۔ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنی کار پر وہاں پہنچا تو مستان تہہ خاک ہوچکا تھا۔ مسنونہ دعاء مغفرت پڑھ کر واپس آیا۔

مستان مرگیا، مگر متعدد مدارس کے حفظ قرآن کے شعبے میں بچے اس کی بنائی ہوئی تعمیر میں رہتے اور قرآن یاد کرتے ہیں اور بعض مدارس قرآن میں اس کی جمع کردہ رقم دی جاچکی ہیں مرنے کے بعد معمولی سی رقم چھوڑ گیا تھا جو لکھنؤ کے دو ایسے مدرسوں میں دے دی گئی جہاں بچے اور بچیاں قرآن پڑھتے اور یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نور قرآن سے اس کی قبر کو روشن رکھے۔ ☆☆

غزل

دلاور حسین یقین ندوی فیض آبادی

چہرہ ہمارا آپ شگفتہ نہ دیکھئے
اس میں چھپا ہے غم کا خزانہ دیکھئے

ہوش وحواس آپ کے قائم رہیں اگر
کس نے کہا ہے آپ سے جلوہ نہ دیکھئے

جو بات ہو درست اسے کیجئے قبول
پھر آپ کہنے والے کا چہرہ نہ دیکھئے

خاموش رہنا ظلم ہے تائید ظلم بھی
ظالم کا ہاتھ موڑیئے رتبہ نہ دیکھئے

کوتاہی نگاہ کا یہ بھی ہے اک ثبوت
پردہ تو دیکھئے پس پردہ نہ دیکھئے

حسن طلب اسے بھی تو کہتے ہیں دوستو
جلوہ بھی سامنے ہو تو جلوہ نہ دیکھئے

سب سے بڑا جہاد ہے خود اپنے نفس سے
غیروں کا اس میں طور وطریقہ نہ دیکھئے

الفاظ کے لباس میں مخفی ہے مدعا
لفظوں پہ غور کیجئے لہجہ نہ دیکھئے

آئیں گے وہ یقین ہے کچھ دیر سے سہی
یہ اعتبار کیجئے وعدہ نہ دیکھئے

ارشادِ قرآنِ حکیم:

● جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تمہیں آکر رہے گی۔ (سورۂ جمعہ)

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" سے

بمبئی کے قارئینِ "تعمیرِ حیات" حضرات سے گذارش ہے کہ "تعمیرِ حیات" کے سلسلہ میں رقم جمع کرنے یا خریدار بننے کے سلسلہ میں ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں، وہاں اُن کو رقم جمع کرنے کی رسید مل جائیگی۔

ALAUDDIN TEA
Tea Merchants
44, Haji Building,
S.V. Patel Road, Null Bazar, Mumbai 400 003.
Tele: Add CUPKETTLE Tel.: 346 0220 / 346 8708
Tel.(R): 309 5852

۱۲ نمبر اور ۱۲×۷ کی
اسپیشل چائے استعمال کیجئے۔

مصر کا ایک سفر

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

مصر دنیا کی قدیم ترین تہذیبوں میں سے ایک تہذیب رکھنے والا ملک ہے، وہاں چار پانچ ہزار سال قبل فرعون نامی بادشاہوں کی حکومت رہی ہے، یہ سخت جبر واستبداد والے بادشاہ تھے، اور مذہبی لحاظ سے آفتاب پرست تھے، یہ اپنے کو خدا کا نمائندہ بلکہ مظہر قرار دیتے تھے، اور خدا کی حیثیت سے حکمرانی کرتے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے زمانہ میں مصر گئے تھے اور مصر کے آفتاب پرست اور خدائی کا دعویٰ رکھنے والے بادشاہ سے ان کا مناظرہ ہوا تھا، جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پرپوتے حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر میں وزیر غذا بنائے گئے اور انہوں نے اپنے والد اور بھائیوں کو وہیں بلالیا، اور سب سے پہلے یعقوب علیہ السلام جن کا نام اسرائیل بھی تھا کی اولاد کو وہاں سکونت حاصل ہوئی، اور وہ پھلے اور بڑھے پھر وہاں کے بادشاہوں کی طرف سے ان پر بہت ظلم ہونے لگا تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات دلائی، اور فرعون غرق سمندر ہوا، بعد میں مصر رومیوں کے اقتدار میں آیا اور عیسائیت کا ایک مرکز بنا، پھر حضرت عمرؓ کے عہد میں مسلمانوں کے قبضہ میں آیا، حضرت عمرو بن العاصؓ کی قیادت میں مصر کا اقتدار اسلام کو حاصل ہوا، اور بتدریج وہاں کی آبادی مسلمان ہوتی چلی گئی، اور جلد ہی ملک میں ان کی غالب اکثریت ہوگئی، حضرت عمرو بن العاصؓ نے جہاں قیام کیا تھا وہاں بتدریج آبادی ہوئی جو بعد میں ''قاہرہ'' کے نام سے مسلمان حاکم کے ذریعہ ایک بڑے شہر کے طور پر بسایا گیا، اس سے متصل علاقہ ''الجیزہ'' کا خطہ ہے جہاں فراعنہ کے آثار ہیں، جن میں تین بڑے اہرام ہیں اور ایک ابوالہول کا مجسمہ ہے، جیزہ کا یہ سابقہ غیر آباد علاقہ اب قاہرہ سے مل کر بڑا شہر ہوگیا ہے۔

قاہرہ اب ایک بہت بڑا اور بین الاقوامی شہر بن چکا ہے، وہ یورپ وایشیاء کی درمیانی گذرگاہ پر واقع ہے، اس طرح وہ مشرق ومغرب کے سنگم کی حیثیت کا مالک ہے، وہ مصر کا صدر مقام ہونے کی حیثیت سے اپنی بنیاد اور طبعی مزاج، مشرقی رکھتا ہے، اور افریقہ کے شمال مشرقی خطہ میں واقع ہونے کی وجہ سے افریقہ کے علاقائی اثرات کا بھی حامل ہے، دریائے نیل جو دنیا کے عظیم دریاؤں میں شمار کیا جاتا ہے، اس پورے علاقہ کے لئے اس کی زمینی خصوصیات کی بنا پر بڑا زراعتی واقتصادی سہارا ہے، وہ مصر کے لئے اندرونی مواصلات اور نقل وحمل کا بھی ذریعہ ہے، اس میں مسافر اور بار بردار جہاز چلتے ہیں، اور شہر کے درمیان سے نیل جہاں سے گذرا ہے وہاں اس کے ساحل پر ہوٹل اور سیرگاہیں قائم کی گئی ہیں، قاہرہ کا یہ عظیم شہر مشرق ومغرب کے درمیانی راستے پر واقع ہونے کے باعث مغرب ومشرق دونوں کی تہذیبوں اور نسلوں کے اختلاط کی جگہ بھی نظر آتی ہے اس کی ترقی یافتہ شہری زندگی میں یورپ کے تہذیب وتمدن کی پوری عکاسی ملتی ہے،

اور آبادی میں اکثریت مسلمانوں کی ہونے کی بناپر مشرقی اسلامی قدریں اور براعظم افریقہ میں ہونے کی بناپر افریقہ کی علاقائی خصوصیات بھی نظر آتی ہیں، وہاں کے بہت پرانے آثار قدیمہ فراعنہ مصر کے ترقی وتمدن کے نمونے پیش کرتے ہیں، فراعنہ کی پہاڑ نما قبریں جو اہرام مصر کے نام سے موسوم ہیں تکونے اور مخروطی اور بلند وبالا شکل میں فراعنہ کی تاریخ کا ثبوت پیش کرتی ہیں، اہرام کے سامنے ابوالہول نام کا مجسمہ جس کا اوپری حصہ جسم اور سر کی شکل میں نظر آتا ہے، پھر اہرام مصر کے اندر سے نکالی جانے والی قدیم اور نادر المثال باقیات بھی حاصل کرکے قاہرہ کے میوزیم میں محفوظ کرادی گئی ہیں، اس کے ساتھ اس میں مصر پر رومی اقتدار کے نمونے بھی پائے جاتے ہیں، دوسری طرف اسلامی آثار قدیمہ میں قاہرہ کی متعدد جامع مساجد اور اس کی ہزار سالہ سے زیادہ پرانی اور بڑی مسجد جامع الازہر اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ قائم ہے، اور اس کی ہزار سالہ تاریخ میں لاکھوں انسان اس کے چشمۂ علمی سے فیض یاب ہوچکے ہیں اور برابر ہورہے ہیں، اس میں صرف مصر ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام ملکوں کی نمائندگی ہوتی رہتی ہے، خاص طور پر مشرقی اور مسلم ممالک کے طلباء کی ایک بڑی تعداد اس سے فیض اٹھاتی ہے، مصری حکومت اپنے اس عظیم ادارہ کو خصوصی اہمیت دیتی ہے اور اس کی سرپرستی بھی کرتی ہے، اس سے اپنے ملک میں اسلامی قیمت ووزن میں بڑا اضافہ ہوتا ہے، ازہر سے تعلیم حاصل کرنے والے علماء دنیا کے مختلف ملکوں میں تعلیمی اور دعوتی فریضہ انجام دینے کے لئے بھی بھیجے جاتے ہیں اور باہر سے آنے والے طلباء کو داخلہ لینے پر جامعہ ازہر کی طرف سے تعلیمی وظیفے بھی دیئے جاتے ہیں۔

عثمانی ترکوں کے عروج و اقتدار کے عہد میں مصر بھی ان کے زیر اقتدار رہا، اور خلافت عثمانی کے زوال کے ساتھ اس کو نیم آزادی ملی، اور وہاں ایک مسلمان خاندان کو بادشاہت ملی، یورپ کے عروج کے زمانہ میں اس پر فرانسیسی فاتح نیپولین بوناپارٹ کا حملہ ہوا، اس حملہ کے نتیجہ میں مصر کو نقصان بھی پہونچا، لیکن اس کے ساتھ اس کو بیداری کی ضرورت کا احساس بھی ہوا، چنانچہ مصر نے علمی میدان میں ترقی شروع کی اور وہ بتدریج پورے عالم عرب کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ ملک بن گیا، وہ ایک طرف تو اپنے قدیم عظیم جامعہ ازہر کی وجہ سے دینی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز بنا، دوسری طرف فرانسیسی اور برطانوی اثرات سے اور جدید تہذیب سے متاثر ہونے والا ملک بنا، اس نے اس کے اثر سے جدید نظام تعلیم کو قبول کیا، اور اس طرح پورے عالم عربی میں علمی وادبی برتری حاصل کرلی، لیکن قومیت کے اثرات بھی اس پر خاصے پڑے اور دینی تحریکات بھی ابھریں، جس کو دیکھ کر ۱۹۵۰ء میں دین کا احساس رکھنے والا ایک باہمت اور غیور مسلمان شیخ حسن البناء نے دینی بیداری کی تحریک چلائی جس نے پورے ملک پر بلکہ ملک کے باہر بھی بہت اثر ڈالا، ۱۹۵۲ء میں وہاں کے حالات سے بددل ہوکر برائے تغیر واصلاح فوجی انقلاب ہوا، جس نے ملک کو نئے طرز پر ڈھالنے کی کوشش کی اور اس کے نتیجہ میں اسلامی فکر اور دینی غیرت کے حاملین سے کشمکش ہوئی اور شیخ حسن البناء کی تحریک "اخوان المسلمین" سے ٹکراؤ ہوا، ان کو دبانے کے لئے ان پر بہت سختی اور ظلم ہوا، (اور دوسری طرف فلسطین پر اسرائیلی یلغار ہوئی جس کے مقابلہ کے لئے عرب حکومتوں اور مذہبی

اسلامی تحریکوں کی طرف سے پوری جدوجہد ہوئی اور مصر کو اقتصادی اور سیاسی نقصان کا سامنا کرنا پڑا)۔

جامعہ ازہر نے اپنی تاریخ میں بڑے کارنامے انجام دیئے، اس نے مصر میں بکثرت علماء پیدا کئے کہ جنہوں نے پورے عالم اسلام کو اپنی صلاحیتوں سے بڑا فائدہ پہونچایا جس کو پورے عالم اسلام میں دیکھا اور محسوس کیا جاسکتا ہے، میں نے مصر جانے کے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جامع ازہر کے شیخ جو الامام الأکبر کے لقب سے مخاطب کئے جاتے ہیں، اور وائس چانسلر سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی، دونوں مصر کی اہم اور نمایاں ہستیوں میں شمار کئے جاتے ہیں، دونوں نے میرے ندوہ کے تعلق نیز حضرت مولانا علی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کی بناپر بہت خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا، اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شخصیت کا اعتراف کرتے ہوئے اظہار مسرت کیا، میں نے ندوہ کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے ازہر اور ندوہ کے درمیان روابط بڑھائے جانے کی ضرورت پر زور دیا، دونوں نے اس کو تسلیم کیا اور اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا، مجھے جامع عمرو بن العاص میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کا موقع ملا، یہ مسلمانوں کی یہاں آمد اور آغاز اقتدار کی ایک یادگار بھی ہے، اور قاہرہ کی اہم مساجد میں شمار کی جاتی ہے اس کے خطیب شیخ اسماعیل دقار ازہر کے بڑے عالم ہیں، اور مشہور اور لائق خطیب بھی ہیں، ان کے پیچھے اس مسجد میں میں نے جمعہ کی نماز ادا کی، ان سے میرا اور میرے رفقاء مولانا سعید الرحمن صاحب ندوی، مولانا واضح رشید صاحب ندوی مولانا نذرالحفیظ صاحب ندوی کا تعارف ہوا تو انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا، اور خطبہ سے قبل مسجد میں ہم لوگوں کی موجودگی کا ذکر کیا اور نماز کے بعد امام وخطیب کے حجرہ میں لے گئے اور پذیرائی کی اور مختلف دینی وعلمی امور پر گفتگو ہوئی۔

مصر کی ایک مشہور سماجی ودینی انجمن الجمعیة الشرعیة کے صدر فضیلة الشیخ ڈاکٹر فواد مخیمر سے بھی ملاقات ہوئی انہوں نے بھی بہت تعلق خاطر کا اظہار کیا، اور جمعیت کی کارکردگی سے بھی واقف کرایا، یہ جمعیة اپنے عوامی ذرائع سے سیکڑوں مسجدوں کی تعمیر کرچکی ہے اور دینی مقاصد میں اندرون ملک وبیرون ملک مدد دیتی رہتی ہے، اور رفاہی کاموں میں پیش پیش رہتی ہے، اس کے وابستگان میں تقویٰ ودینداری پوری طرح نمایاں نظر آتی ہے، ہندوستانی علماء کی طرح پوری شرعی داڑھی رکھتے ہیں، دین کی حمیت ونصرت کا بڑا جذبہ ہے، انہوں نے نہ صرف اخلاق کا مظاہرہ کیا بلکہ ندوہ کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنے کی پیشکش کی اور اپنے یہاں سے شائع کردہ کتابیں ہدیہ کیں اور مزید کی پیشکش کی۔

جمہوریہ مصر کے مفتی اعظم مفتی نصر فرید واصل سے ملنے کے لئے ان کے دفتر جانا ہوا وہ اس وقت شہر سے باہر تھے، آنے والے تھے، لیکن اس وقت تک پہونچ نہ سکے تھے، چنانچہ ان کے نائب سے ملاقات ہوئی، انہوں نے ان کی طرف سے معذرت کی اور پذیرائی کی۔

جامعہ ازہر کے پرووائس چانسلر جناب ڈاکٹر مصطفیٰ طٰہٰ ابوکریشہ سے بھی ملاقات ہوئی وہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں استاد بھی رہ چکے ہیں، اور وہاں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ سے اپنی ملاقات اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے رہے، مولانا نذرالحفیظ صاحب کے قیام مصر کے دوران ان کے استاد بھی رہے تھے، اس لئے مولانا نذرالحفیظ صاحب سے وہ اسی رشتہ سے ملے۔

اصلاح معاشرہ

محبت کے ماحول میں جینے کا گُر

● محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

اسلام ایک عالمگیر اور ہمہ گیر مذہب ہے، مذاہب عالم میں اسلام کو جو ایک خاص منفرد مقام وعظمت حاصل ہے وہ اس لئے کہ اس کی تعلیمات معتدل ومتوازن، جامعیت وکمال اور عالم گیر صالح تصورات پر مشتمل ہیں۔ اسلام جہاں عبادات کا حکم دیتا ہے وہیں اخلاقیات کی بھی تعلیم بڑی تاکید کے ساتھ دیتا ہے۔

آج دنیائے انسانیت میں جو اخلاقی بگاڑ اور انحطاط پیدا ہوگیا ہے اور انسان انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان کا اپنے خالق کی دی ہوئی پاکیزہ اخلاقی تعلیمات کو چھوڑ کر اپنے بنائے ہوئے قانون کو کامیابی کا ذریعہ سمجھنا ہے جہاں یوم الحساب کا تصور بھی نہیں ہے۔ اگر انسان اسلامی اخلاق وتعلیم کو اپنے اندر داخل کرلے اور اپنی زندگی کے اخلاقی پہلو کو اسلامی تعلیم وہدایت کا پابند بنالے تو وہ اس زمین پر انسان کی صورت میں رحمت کا فرشتہ ہوگا۔

قرآن اور حدیث میں انسان کو زمین پر چلتے وقت نرم روی، جاہلوں سے اعراض، جھوٹی گواہی سے اجتناب لوگوں سے خندہ پیشانی سے ملاقات، بڑوں کی عزت، ماں باپ کا احترام، چھوٹوں پر شفقت، غریبوں یتیموں، مسکینوں، پڑوسیوں عزیز واقارب مسلم وغیر مسلم سب کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور کسی کو بُرا سمجھنے، کسی کے ساتھ بُرائی کرنے، کسی کی غیبت کرنے، کسی کی چغلی کھانے، کسی کا مذاق اڑانے، کسی کو بُرے القاب سے یاد کرنے اور کسی کے ساتھ برا سلوک کرنے سے روکا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (سورہ نحل۔ ۹)

بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تم کو اسی لئے نصیحت فرماتے ہیں کہ تم نصیحت قبول کرو۔

سورہ لقمان میں حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ (سورہ لقمان ۱۷، ۱۸، ۱۹)

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر، اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر۔ یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز کو پست کر

> دنیوی اور اخروی لحاظ سے عافیت اسی میں ہے کہ کوئی کسی کو بُرا نہ کہے، کسی کو گالی نہ دے، کسی کا مذاق نہ اڑائے، کسی کو عیب نہ لگائے کسی کو طعنہ نہ دے، کسی کو بُرے لقب سے نہ پکارے، کسی سے بدگمانی نہ کرے، کسی کے عیب کو تلاش نہ کرے، کسی سے حسد نہ رکھے، کسی سے بغض نہ رکھے، کسی کی دل شکنی نہ کرے، کسی پر بہتان نہ لگائے کسی کے مال میں خیانت نہ کرے، کسی کی چغلی نہ کھائے، کسی کو دھوکہ نہ دے، کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، کسی کا ناحق مال نہ کھائے اور کسی کی حق تلفی نہ کرے۔ اور نہ کسی کو ناحق قتل کرے

اسی طرح کسی کے بارے میں بُرے خیالات وتصورات رکھنے اور بدگمان ہونے سے منع کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ (سورہ حجرات ۱۱، ۱۲)

اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے، کیا عجب ہے کہ جن پر ہنستے ہیں، وہ ان (ہنسنے والوں) سے (خدا کے نزدیک) بہتر ہوں۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا (ہی) بُرا ہے اور جو (ان حرکتوں سے) باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں۔ اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو۔ اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حدیث شریف میں بھی عزیز واقارب پڑوسیوں اور احباب کے علاوہ عام مسلمانوں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے اور بُرا معاملہ نہ کرنے کی خصوصیت کے ساتھ تعلیم دی گئی ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم باہم بغض وعداوت نہ رکھو، حسد نہ کرو، غیبتیں نہ کرو اور ایک اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن کر رہو، اور کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک سلام وکلام کرے (حدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو، اس کی آبرو ریزی کی ہو، یا کوئی اور ظلم کیا ہو، اس کو چاہئے کہ آج اس دن سے پہلے اپنے ظلم کو معاف کرالے، جب اس کے پاس دوسروں کو دینے کے لئے درہم ودینار کچھ بھی پاس نہ ہوں گے۔ ورنہ اس کے پاس جو نیک عمل ہوں گے وہ بقدر ظلم اس سے چھین لئے جائیں گے۔ اور اگر نیک عمل نہ ہوں گے تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہؓ سے پوچھا:۔

بتاؤ مفلس اور نادار کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ! مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم ودینار نہ ہوں آپ نے فرمایا نہیں! ہم میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور صدقہ کا ذخیرہ لے کر آئے گا لیکن دنیا میں اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر بہتان رکھا ہوگا، کسی کو مارا پیٹا ہوگا کسی کا مال ناحق کھایا ہوگا۔ جب وہ حساب کے مقام پر کھڑا کیا جائے گا تو اس کے مدعی لوگ آئیں گے اور بقدر ان کے حقوق کے اس کی نیکیوں میں سے ان کو دلوایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی نیکیاں ختم ہوجائیں گی، تو پھر اُس کے گناہ اس پر لاد دیئے جائیں گے اور جہنم میں ڈلوا دیا جائے گا۔

قرآن وحدیث کی ان تعلیمات پر ہمیں غور کرنا چاہئے اور سوچنا چاہئے کہ کسی کے ساتھ نیکی اور بھلائی نہ کرنا، ان کی حق تلفی کرنا ان کو برا بھلا کہنا ان کی غیبتیں کرنا، اپنے آپ کو کس قدر ہلاکت میں ڈالنا ہے،

ہمارے لئے عافیت اور بھلائی اسی میں ہے کہ ہم اپنے عیوب اور کمزوریوں پر نظر رکھیں۔ ان کی اصلاح کی فکر کریں اور ظاہر ہے کہ جب ہم اپنے عیوب اور کمزوریوں پر نگاہ رکھیں گے۔ تو ہمیں دوسروں کے عیوب نکالنے اور کمزوریاں بیان کرنے کی فرصت ہی کہاں ملے گی ؎

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے لوگوں کے عیب وہنر
پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر
تو جہاں میں کوئی بھی بُرا نہ رہا

عربی زبان کی ایک کہاوت ہے کہ "بڑی بُرائی کا آغاز ہمیشہ کسی چھوٹی بُرائی سے ہوتا ہے" اور وہ بری عادتیں غیر شعوری اور نفسیاتی طور پر اس طرح اثر پذیر ہوتی ہیں کہ جن سے آہستہ آہستہ دلوں میں دراڑیں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں اور دھیان نہ ہو تو انسان یہ جانے بغیر غلطیوں پر غلطیاں کرتا چلا جاتا ہے کہ اس سے کوئی غلط کام سرزد ہو رہا ہے۔

اس لئے دنیوی اور اخروی لحاظ سے۔ عافیت اسی میں ہے کہ کوئی کسی کو بُرا نہ کہے، کوئی کسی کو گالی نہ دے، کسی کا مذاق نہ اڑائے، کسی کو عیب نہ لگائے، کسی کو طعنہ نہ دے، کسی کو بُرے لقب سے نہ پکارے، کسی سے بدگمانی نہ کرے، کسی کے عیب کو تلاش نہ کرے کسی سے حسد نہ رکھے، کسی سے بغض نہ رکھے، کسی کی دل شکنی نہ کرے، کسی پر بہتان نہ لگائے، کسی کے مال میں خیانت نہ کرے، کسی کی چغلی نہ کھائے کسی کو دھوکہ نہ دے، کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، کسی کا ناحق مال نہ کھائے، اور کسی کی حق تلفی نہ کرے اور نہ کسی کو ناحق قتل کرے

اگر ہم اہتمام کے ساتھ اپنے آپ کو ان برائیوں سے بچالیں، اور قرآن وحدیث کی ان پاکیزہ تعلیمات کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں تو دلوں کی نفرتیں اور عداوتیں محبتوں اور دوستیوں میں بدل سکتی ہیں اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کسی مسلمان کو تکلیف اور ایذا سے بچانا ان واجبات میں سے ہے جن کی ادائیگی کی تعلیم قرآن وحدیث میں نہایت اہتمام سے دی گئی ہے۔

اللہ رب العالمین ہم سب کو عمل صالح اختیار کرنے اور اعمال بد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(بقیہ) شب و روز

دارالعلوم کے جمالیہ ہال میں خطاب فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ زبان ثقافت کا نمائندہ ہوتی ہے اگر زبان خراب ہوجائے تو ثقافت بھی خراب ہوجاتی ہے، آج جہاں کہیں علم کی روشنی ملتی ہے چاہے مصر ہو یا امریکہ و روس ہر جگہ مسلمانوں ہی کی دولت علم کا اثر دکھائی دیتا ہے، مولانا نے فرمایا کہ مصر کے اندر جامعہ ازہر نے اسلامی ثقافت کے محفوظ رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے، اگر ازہر نہ ہوتا تو اسلامی ثقافت کا نام ونشان بھی نہیں رہتا۔ حضرت ناظم صاحب نے مزید فرمایا کہ مصری قوم میں چار خصوصیتیں قابل رشک ہیں (۱) خود اعتمادی (۲) حافظہ، (۳) پڑھنے کا شوق، (۴) اظہار خیال اور بولنے کی صلاحیت، یہی وہ خصوصیات ہیں جس کی بنیاد پر انسان قیادت کی باگ ڈور سنبھال سکتا ہے۔ انھوں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا یہ قول نقل کیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر مصر قیادت کے میدان میں آئے تو عالم عربی کی اچھی طرح قیادت کر سکتا ہے، حضرت ناظم ندوۃ العلماء نے اس سفر میں رئیس الجامعہ سے جو یہاں کے صدر جمہوریہ کے درجہ میں ہوتا ہے اور وائس چانسلر آف جامعہ ازہر سے بھی ملاقاتیں کیں اس کے علاوہ مسجد عمرو بن العاص کے امام وخطیب کو جب آپ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اعلان کردیا جس کی وجہ سے وہاں کی عوام نے ندوۃ العلماء اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اور ان کی تصنیفات بالخصوص "انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر" سے غایت درجہ شیفتگی ووارفتگی کا مظاہرہ کیا۔ مزید برآں آپ نے طلباء جامعہ ازہر کے سامنے ایک پر مغز تقریر کی جس میں جامعہ ازہر سے استفادہ پر پورا زور دیا۔ تقریر میں مولانا نے مصری اہرام وثقافت پر جامع ازہر کی پوری تاریخ بیان کی جو انشاء اللہ تعمیر حیات میں شائع ہوگی۔

اعلان مفقود الخبر

مقدمہ $\frac{10}{1403}$

مدعیہ :۔ افسر جہاں بنت معین الدین (مرحوم) سندھی کرانہ مرچنٹ کے پیچھے آنند نگر چار باغ جیل روڈ لکھنؤ۔

مدعی علیہ :۔ جاوید احمد ولد رشید احمد (مرحوم) ساکن چار مینارہ مسجد کے پاس کھالہ بازار ڈاکخانہ چوک لکھنؤ

اطلاع بنام مدعی علیہ

مقدمۂ ھٰذا میں مدعیہ افسر جہاں نے آپ مدعی علیہ جاوید احمد کے خلاف غائب ہونے نیز نان ونفقہ و دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنا پر مرکزی دار القضاء ندوۃ العلماء لکھنؤ میں نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نوٹس کے ذریعہ آپ (مدعی علیہ) جاوید احمد ولد رشید احمد کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۶ رجب ۱۴۲۲ھ مطابق ۴ اکتوبر ۲۰۰۱ء بروز جمعرات بوقت دس بجے دن مرکزی دار القضاء ندوۃ العلماء لکھنؤ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ حاضر نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کردیا جائے گا

قاضی شریعت
محمد برہان الدین
صدر قاضی کونسل
۲۸ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۷ ستمبر ۲۰۰۱ء

دعائے مغفرت

مولوی عمر بن عبد العزیز ندوی مدرس مدرسہ رحمانیہ مکارم نگر لکھنؤ شاخ دارالعلوم ندوۃ العلماء کی بہن کا ۴ اگست ۲۰۰۱ء کو مختصر علالت کے بعد رانچی میں انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

ایک مردِ مومن کی مثالی زندگی

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے خلیفہ مجاز سید ظہور الحسن نقویؒ کے سبق آموز حالات

● مولانا محمد کلیم صدیقی (پھلت)

دنیا ایک سرائے ہے، کتنے لوگ یہاں مسافر کی طرح آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ کوئی ان کو جاننے والا نہیں ہوتا۔ مگر اس دنیا میں آنے والے کچھ مسافر ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے کردار کی خوشبو جن کا تقویٰ، اور تعلق مع اللہ کا نور ایک زمانے تک لوگوں کے دل ودماغ میں سمایا رہتا ہے، اور صدیاں گذر جانے کے باوجود راستوں میں ان کے وجود کی مہک اور ان کے نقوش قدم محسوس کئے جاسکتے ہیں۔ بقول شاعر:

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی

ایسے ہی قابلِ رشک مسافروں میں ایک قابلِ قدر نام حضرت سید ظہور الحسن سہوانی قدس سرہٗ ونور اللہ مرقدہ کا تھا، جن کو ۱۱ ربیع الثانی سے قبل مدظلہ العالی اور دامت برکاتہم لکھا جاتا تھا۔ مگر اب دل پر پتھر رکھ کر رحمۃ اللہ علیہ لکھنا پڑرہا ہے۔ بلاشبہ وہ ان برگزیدہ اور مثالی مومنین میں تھے، جن پر ملائکہ بھی ضرور رشک کرتے ہوں گے۔ ان کی زندگی مرشدی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہٗ کی کھلی کرامت تھی۔ اقبال نے بہت خوب کہا ہے

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اسکے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اور شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے ؂

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر آج تک تواتر کے ساتھ کتنے واقعات اس حقیقت کے لئے شاہد ہیں کہ کسی گم کردہ راہ سچے طالب کو کسی اہل اللہ کی صحبت کے چند لمحے میسر آگئے تو اس کی زندگی میں حیرتناک انقلاب برپا ہوگیا۔ یہی سید ظہور الحسن صاحب کے ساتھ ہوا۔

سید صاحب مرحوم، سہوان (ضلع بدایوں) کے ایک نقوی سادات کے گھرانے کے چشم وچراغ تھے، نویں صدی ہجری میں اس خاندان کے محدث اعلیٰ قاضی عبد الشکور صاحب سہوان میں آکر آباد ہوئے۔ ان کی اکیسویں پشت میں سید حفوظ الحسن صاحب کے یہاں جنوری ۱۹۱۲ء میں ایک فرزند کا تولد ہوا جس کا نام ظہور الحسن رکھا گیا حصول تعلیم کے بعد وہ سرکاری امین (وصولیابی کی سرکاری ملازمت) کرتے تھے، اس لئے علاقے کے لوگ امین صاحب کے نام سے یاد کرتے تھے بدایوں کے علاقہ کی بدعات کے انفعال میں شاید یہ خانوادہ مسلکاً اہل حدیث ہوگیا تھا۔ سید ظہور الحسن صاحب بھی اعتدال کے ساتھ اسی مسلک پر عامل تھے، وہ سرکاری ملازمت کے دوران لگان کی وصولیابی میں وقت کی رعایت کے لئے رشوت لیتے تھے لیکن اس حال میں وہ شریعت کے ایک اہم حکم پر عامل تھے اپنی آمد وخرچ اور معاملات پوری احتیاط کے ساتھ لکھ لیتے تھے، سالانہ ڈائریوں میں ایک ایک پیسے کا حساب تحریر کر رکھا تھا۔

سید صاحب اپنی توبہ کا واقعہ بڑے مزے لیکر سنایا کرتے تھے ۱۹۵۶ء یا ۱۹۵۸ء میں مراد آباد میں ایک بڑا تبلیغی اجتماع ہو رہا تھا۔ رحمت حق کے جھونکے ان کو مراد آباد کے اس اجتماع میں شرکت کے لئے لے آئے اس اجتماع میں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلویؒ، حضرت مولانا عبد القادر رائپوریؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ اور ملک بھر کے اکابرین تشریف لائے تھے، اجتماع کی ایک نشست ختم ہوئی تھی اور لوگ اپنی ضروریات سے فارغ ہو رہے تھے کہ اچانک سید ظہور الحسن کی نگاہ ایک نو عمر بزرگ عالم دین پر پڑی جو ایک ٹوٹی سی چوکی پر بیٹھ کر جھکے ہوئے کچھ لکھنے پڑھنے میں مشغول تھے، دو چار کتابیں سامنے کھلی رکھی تھیں، یکایک اس بزرگ عالم نے بھی انکی طرف ایک نظر ڈالی۔ سید ظہور الحسن صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا کی ایک نظر مجھ پر کیا پڑی جیسے پورے وجود پر بجلی سی گر گئی جیسے ہر اپنے ماضی کے اعمال بد پر شرمندگی۔ اور مرنے کے بعد اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر جواب دینے کا ایسا خوف طاری ہوا کہ بے اختیار رقت طاری ہوگئی اور بڑھتی رہی اور ہچکیاں بندھ گئیں۔ میں نے اپنی نگاہیں وہاں سے ہٹائیں تو کچھ سکون محسوس کیا میں نے ساتھیوں سے

پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ لوگوں نے کہا آپ ان کو نہیں جانتے، یہ حضرت مولانا علی میاںؒ ہیں۔ میں نے پھر ان کی طرف دیکھا تو رقت کا پھر وہی حال ہونا شروع ہوا۔ اللہ کے حضور توبہ کی، خوب گڑگڑایا پھر بیعت کرکے حضرت مولاناؒ کے قریب حاضر ہوا۔ اور حضرتؒ کا ہاتھ پکڑ کر بہت لجاجت کے ساتھ مرید کر لینے کی درخواست کی۔ حضرتؒ پر تواضع اور حیا کا ایسا غلبہ تھا کہ بار بار معذرت کرتے رہے اور یہ کہتے رہے کہ یہاں حضرت رائے پوریؒ حضرت شیخ الحدیثؒ اور حضرت مولانا محمد یوسفؒ جیسے بڑے بڑے بزرگ یہاں تشریف فرما ہیں ان میں سے کسی کے ہاتھ پر بیعت ہو جائیں، ہمیں آپ شرمندہ نہ کریں۔ سید صاحب کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت بیعت ہوئے بغیر میں ہرگز نہ ٹلوں گا اور آپ کا دامن نہ چھوڑوں گا۔ اس درجہ اصرار پر حضرت والا کو ترس آگیا اور دور ایک پیڑ کی آڑ میں لے جاکر توبہ کے الفاظ کہلوائے اور مجھے بیعت فرما لیا۔

رسماً ارادت اور بیعت کا تعلق رکھنے والے تو بہت ہوتے ہیں مگر سید ظہور الحسن صاحب کو حضرت مولاناؒ کی توجہ کی برکت سے ایک مثالی توبہ کی توفیق ہوئی۔ اجتماع سے سہسوان واپس آئے تو اپنے پرانے کاغذات نکالے، کچھ موروثی جائداد فروخت کی، کچھ تنخواہ وغیرہ کی رقم جمع کی۔ اور ماضی میں جن لوگوں سے انھوں نے رشوت لی تھی ان کی رقم واپس کرنا شروع کی۔ بہت سے لوگ انتقال کر گئے تھے۔ کئی لوگ یا ان کے وارثین پاکستان ہجرت کر گئے تھے۔ سید صاحب نے رشوت میں لی ہوئی رقم واپس کرنے کے لئے پاکستان کے کئی سفر کئے۔ اور علاقہ بھر میں جاجا کر متعلقہ افراد کو یا ان کے وارثوں کو رقمیں واپس کیں۔ بار بار دار العلوم دیوبند اور دار الافتاء ندوۃ العلماء سے شرعی حساب معلوم کرنے کے لئے وہاں کے سفر کئے۔ ایک ایک روپیہ واپس کرنے کے لئے بعض مرتبہ سیکڑوں روپئے کرایہ میں خرچ کر دیئے۔

حضرت مولانا علی میاں صاحب نور اللہ مرقدہ سے والہانہ اور عاشقانہ تعلق تھا اور حضرت مولانا کو ان کے ساتھ خصوصی اعتماد اور تعلق تھا۔ حضرت مولاناؒ نے راہِ سلوک طے کرنے کے لئے ذکر واذکار تلقین نہیں کئے بلکہ دعا کے راستہ سے سلوک کی تکمیل کرائی اور سید صاحب کو زبانی اور تحریری طور پر بیعت کی اجازت عنایت فرمائی۔ لیکن سید صاحب پر تواضع کا ایسا غلبہ تھا کہ شاذ و نادر کسی کو بیعت کرتے تھے، دعا کے ساتھ ایسا تعلق اور مناسبت تھی کہ بعض مرتبہ تین تین گھنٹے تک دعا مانگتے رہتے اللہ تعالیٰ نے انھیں اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (دعا عبادت کا اصل مغز ہے) کے راز کو سمجھا دیا تھا۔ ایک عامی کو بھی ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ کر یہ محسوس ہوتا تھا کہ ان کا جسم تو واقعی اس دنیا میں ہے مگر ان کا دل و دماغ آخرت میں اللہ کے حضور حاضر ہے۔

سید صاحب نے موتوا قبل ان تموتوا (موت کے وقت سے پہلے مردہ ہو جاؤ) کے حکم پر اس طرح عمل کر دکھایا کہ شاید مشکل سے اس کی مثال مل سکے گی۔ حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کے تعلق کی وجہ سے اس حقیر کے ساتھ حد درجہ شفقت فرماتے تھے، انتظام اور سلیقہ مثالی رکھتے تھے، جب پھلت تشریف لائے تو بہت اصرار سے اکابرین کے خطوط مجھ سے لئے اور دو چار دن قیام فرما کر الگ الگ فائلیں بنا کر خطوط مرتب کرکے لگائے اور سلیقہ کے ساتھ فائلوں پر تاریخ وار فہرستیں لگائیں اور الگ الگ بزرگوں کے الگ الگ مضمون کے خطوط ترتیب وار لگا دیئے۔ سہسوان میں بھی ان کے یہاں ہر چیز الماریوں میں بہت نظم اور سلیقے کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ ایک مرتبہ وہ سخت بیمار تھے، میری حاضری ہوئی سید صاحب کے گھر کے قریب ایک مزار پر اہل بدعت تین روزہ عرس کیا کرتے تھے۔ سید صاحب کا ان خرافات سے بچنے کے لئے ان دنوں میں تبلیغی جماعت میں چلے جانے کا معمول تھا اس بار علالت کی وجہ سے گھر پر ہی تھے، اس گانے بجانے سے ان کو سخت کوفت ہو رہی تھی نماز کے بعد میں نے سلام کیا، غالباً انھوں نے پہچانا نہیں۔ سلام کا جواب دیکر دعا میں مشغول ہو گئے۔ صاحبزادوں نے چاہا کہ تعارف کرا دیں لیکن میں نے منع کر دیا۔ مغرب تک دعا میں استغراق کے ساتھ مشغول رہے مغرب کے بعد نوافل سے فارغ ہونے کے بعد میں نے دوبارہ سلام کیا تو پہچان لیا۔ بے حد خوش ہوئے اور اپنے ساتھ گھر لے کر چلے ان کے تعلق مع اللہ اور حضوری کا عالم بڑا قابل رشک تھا۔ چونکہ اس عرس کی وجہ سے ان کا دل دکھ رہا تھا اس لئے میری آمد پر ان کا یہ احساس ہوا کہ میرے اللہ نے مجھے خوش کرنے کیلئے میرے ایک تعلق والے کو میرے پاس بھیج دیا ہے، اس خوشی اور احساس شکر کے جذبہ سے گھر جاتے وقت راستہ میں وہ بار بار یہ کہتے جا رہے تھے، میرے اللہ میاں آپ کتنے پیارے ہیں اور مجھ سے چمٹ جاتے۔ کوئی ناواقف یہ سب دیکھتا اور سنتا تو یقیناً حیرت زدہ ہو جاتا لیکن اس عارف کا حال تو اس وقت اس حدیث پاک کے مطابق تھا۔

اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ
فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ

گھر پہنچ کر رات کو دیر تک حضرت مولاناؒ کے واقعات اور ملفوظات سناتے رہے، اگلے دن الماریوں میں رکھی ہوئی اپنی کتابیں، بزرگوں کے خطوط اور اپنے کاغذات دکھائے

اَلْمَوْتُ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ
(موت مومن کے لئے تحفہ ہے)

اور اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ (موت ایک پل ہے جو ہر ایک دوست کو دوسرے سے ملا دیتا ہے) کا حال دیکھ کر اس حقیر کو وجد سا آگیا اور اپنے حال پر ندامت بھی ہوئی۔ اس عاشق صادق کا حال بھی کیا تھا۔ اپنا کفن سی کر سلیقہ سے ایک جگہ رکھ رکھا تھا۔ قبر کے پھٹے کا ٹکڑا ایک طرف لگا ہوا تھا۔ پوسٹ کارڈوں کی ایک بڑی گڈی دکھائی جن پر اپنے انتقال کی خبر اپنے بیٹے سید ناصر کی طرف سے تحریر کی ہوئی تھی اور ان پر اہل تعلق اور اقرباء کے پتے لکھے ہوئے تھے۔ ان خطوط پر لکھے ہوئے مضمون کا مفہوم کچھ اس طرح تھا:

"افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ میرے والد سید ظہور الحسن .... (تاریخ کی جگہ خالی تھی) کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" آنجناب سے عاجزانہ درخواست ہے کہ والد مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا احسان فرمائیں اور اگر آپ کا کوئی حق یا حساب والد صاحب کے ذمہ ہو تو ہم لوگوں سے وصول فرمالیں۔ یا اللہ کے لئے معاف فرمادیں۔

والسلام
سید ناصر جمیل

سب سے زیادہ قابل ذکر اور ہم سب کے لئے باعث عبرت اور مشعلِ راہ چیز یہ ہے کہ یہ الماری کو دیکھتے ہوئے میرا ہاتھ کاغذ کی ایک پڑیا پر پڑا جس میں کچھ پیسے رکھے ہوئے تھے، میں نے خوش کرنے کے لئے ان کو زور سے گنا تو وہ چونتیس پیسے تھے مزید دلجوئی کے خیال سے میں نے عرض کیا۔ بھائی میاں! (سید صاحب کو ان کے سب بیٹے بھائی میاں کہتے تھے اس وجہ سے یہ حقیر بھی انھیں اسی طرح خطاب کرتا تھا) مجھے چونتیس پیسے مل گئے، میری چائے کا تو انتظام ہو گیا۔

ان پیسوں کا ذکر سنا تو سید صاحب کا حال خراب ہو گیا حد درجہ رقت طاری ہوئی اور دم گھٹنے لگا، میں نے ایک بچے سے پانی منگوا کر پلایا تو کچھ سانس آئی۔ میں نے اس رقت اور حد درجہ بے چینی کی وجہ دریافت کی تو بڑے رنج اور فکر کے ساتھ انھوں نے فرمایا۔ کلیم میاں! تم سے کچھ چوری نہیں، ساری زندگی برائیوں اور ظلم و رشوت میں گذری۔ حضرت مولانا کی نظر کی برکت سے کچھ دین کی طرف رغبت ہوئی۔ رشوت میں لئے ہوئے پیسے واپس کرنے کی کوشش کی تو بڑی رقم واپس ہو گئی۔ مگر کلیم میاں! یہ چونتیس پیسے ایسے ہیں جن کا کوئی وارث نہیں ملا۔ اور پھر روتے روتے فرمانے لگے۔ کلیم میاں آپ دعا کر دیں۔ موت سے پہلے یہ مسئلہ حل ہو جائے کل میدانِ حشر میں اللہ کے سامنے ان چونتیس پیسوں کا حساب دینا پڑے گا تو کیا ہوگا؟ یہ کہہ کر بہت دیر تک روتے رہے۔

توبہ توبہ کہتے ہوئے تو بہت دیکھے ہیں ساری دنیا کے مال حرام سے مالدار بن کر لوگ حج کر آتے ہیں اور اپنے کو پارسا سمجھتے ہیں مگر توبۃ النصوح کا یہ عملی نمونہ شاید ہی کسی دیکھنے والے کو ملے۔ ایسے ہی توبہ کرنے والوں کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ
بلاشبہ اللہ توبہ کرنے والوں کو محبوب بنا لیتا ہے۔

آخر عمر میں استغراق بہت بڑھ گیا تھا اور دنیا سے بالکل کٹ گئے تھے سید صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر سید شاکر جمیل صاحب (جو ہمدرد یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں اور دعوت و تبلیغ کی لائن سے بھی بہت فعال خادمِ دین ہیں) ان کو ایک بار لکھا کہ اب تو کسی سے تعلق رکھنے کو دل نہیں چاہتا بس گھر میں تم کو یا کچھ بزرگوں کو خط لکھ لیتا ہوں۔ باقی کسی کو خط لکھنے کو دل نہیں چاہتا، کچھ روز کے بعد دوبارہ لکھا کہ شاکر میاں اب تو تمہیں بھی خط لکھنے کو دل نہیں چاہتا۔

سہسوان اور بدایوں میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو سید صاحب کی کوششوں سے نمازی اور متقی بن گئے۔ ہر وقت دعوت اور دوسروں کی خیر خواہی کی دھن۔ دین کا کام کرنے والوں کی کارگذاری سننے کے بے حد مشتاق اور ان کی کوششوں کے بڑے قدر داں تھے، رشتوں اور تعلقات نبھانا ان سے سیکھنے کی چیز تھا۔ اس حقیر کی بڑی بھابھی کا انتقال ہوا تو بڑے بھائی حاجی جلیل احمد صاحب مرحوم اکثر سفر میں رہتے تھے ان کی بڑی بیٹی رضوانہ سلمہا شادی سے باقی تھی۔ بھائی صاحب مرحوم نے مجھ سے تقاضا کیا کہ یہ بچی اکیلی گھر میں گھبراتی ہے اس کی شادی کا مسئلہ حل ہو جائے تو اچھا ہے۔ اس حقیر نے سید صاحب کے تعلق اور ان کی شفقت پر اعتماد کرکے سید صاحب کے صاحبزادہ محترم مولانا محمد طارق جمیل ندوی سے ان کے نکاح کا پروگرام بنایا۔ اور سید صاحب کو اطلاع کئے بغیر اعزاء و اقرباء کے لئے ایک تاریخ مقرر کرکے دعوت بھی دے دی چار روز

قبل ایک دوست کو دستی خط لیکر بھیجا کہ میں مولوی محمد طارق صاحب سے اپنی بھتیجی کا نکاح کرنا چاہتا ہوں آنجناب ان کو لے کر فلاں تاریخ کو مہلت تشریف لے آئیں سید صاحب مولوی محمد طارق صاحب اور ایک دوسرے صاحبزادے کو لیکر مہلت تشریف لائے اور نکاح کرکے رخصت ہو گئے۔

سید صاحب کا علمی اور ادبی ذوق اعلیٰ درجہ کا تھا حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ بھی اکثر خطوط میں اس کو سراہا کرتے تھے ظرافت سے بھرپور علمی جملے احباب میں ان کی پہچان بن گئے تھے حضرت مولانا نور اللہ مرقدہٗ کی اجازت بیعت کی خبر اس حقیر کو ہوئی تو اس حقیر نے مبارکباد اور درخواستِ دعا کے لئے عریضہ لکھا اور اس میں یہ بھی لکھدیا کہ اس سلسلہ میں بھائی میاں آپ اس حقیر سے "جونیر" ہو گئے ہیں تو بارہا خطوط میں حضرت سینئر صاحب تحریر فرمایا کرتے تھے۔

اللہ کی ذات عالی پر بھروسہ اور اس کی ذات کے ساتھ محبت تو خانۂ دل سے جھلکتی سی دکھائی دیتی تھی انتقال سے ایک شب پہلے گھر والوں سے باتیں کرتے رہے اور اثنائے گفتگو فرمایا: بھتیجا ہم تو مولانا سے ملنے جا رہے ہیں۔ ایک روز قبل مولانا محمد طارق صاحب اور مولانا عارف صاحب (جو دہلی میں مقیم ہیں) جانے لگے تو فرمایا: بھتیا کفنا دفنا کر چلے جاتے پھر آتے پھر وگے۔ انتقال کے روز صبح ناشتہ کیا۔ چند بچوں کو بلا کر پیار کیا اور چند بار زور زور سے کلمۂ طیبہ پڑھا اور انتہائی شوق کے عالم میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

پسماندگان میں تو حضرات حافظ، اور چار عالم دین ہیں اور خاندان کے بچے بچے میں دینداری اور تمسک بالکتاب والسنۃ۔

کے بہت گہرے اثرات کھلی آنکھوں دکھائی دیتے ہیں ڈاکٹر سید شاکر جمیل کو جو مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے ہیں مرکز کے اکابرین کی طرف سے امریکہ کی جماعت کے ساتھ جانے کا تقاضا ہوا تو اس حقیر نے سید صاحب مرحوم سے اجازت لے کر چلے جانے کا مشورہ دیا۔ وہ اجازت لینے گھر پہونچے تو خاندان کے لوگوں نے اجازت نہ دینے پر اصرار کیا۔ سید صاحب نے فرمایا: بھتیا اللہ کی راہ میں جا رہے ہیں۔ ہم اللہ کی راہ میں جانے سے کس منھ سے منع کریں۔ تم اللہ کی راہ میں جا رہے ہو۔ جاؤ ہمارا بھی اللہ مالک ہے۔

انھوں نے حضرت مولانا نور اللہ مرقدہٗ کے ملفوظات جمع فرمائے تھے جس کا خاصا حصہ ارمغان میں شائع ہو چکا ہے۔ ایک دعاؤں کا مجموعہ بھی مرتب فرمایا تھا جو شائع ہوا۔ اور اس سے لوگوں کو فائدہ ہوا۔

یقیناً وہ ان مقبولانِ خدا میں تھے جن کی زندگی مشعل راہ کی طرح صحیح راہ کے متلاشیوں کے لئے راہ نما ہے۔ ان کی پوری زندگی کا ایک ایک لمحہ اس شعر کا مصداق تھا ؎

مری آرزو یہی ہے کہ ہر اک کو فیض پہونچے
میں چراغِ رہ گذر ہوں مجھے شوق سے جلاؤ

دینی تعلیمی کونسل کا اہم اجلاس ۳۰ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ندوہ میں
مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صدارت کریں گے

دینی تعلیمی کونسل کے عام اراکین و عہدیداران اور اضلاع کی انجمن تعلیمات دین کے ذمہ داران پر مشتمل ایک اہم اجلاس ۳۰ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ندوۃ العلماء کے سلیمانیہ ہال میں صبح ۹ بجے ہوگا، جس کی صدارت صدر کونسل حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کریں گے۔

جنرل سکریٹری ڈاکٹر محمد اشتیاق حسین قریشی کی اطلاع کے مطابق دعوت نامے ارسال کئے جا چکے ہیں انھوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ تعلیم و نظام تعلیم کے بہت اہم مسائل درپیش ہیں جن پر سنجیدہ غور و فکر کی ضرورت ہے۔ انھوں نے اراکین کونسل و اضلاع کے ذمہ داران سے گذارش کی ہے کہ وہ اس میٹنگ میں اپنی شرکت کو لازمی قرار دیں اور دفتر کونسل کو پہلے سے اپنی آمد کی اطلاع دے دیں۔

ڈاکٹر مسعود الحسن عثمانی
سکریٹری دینی تعلیمی کونسل (اترپردیش)

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحراء کو

نعت

قاسم ہنر راعینی سلونوی

چراغ حبّ محمدؐ جو دل میں جل جائے
قسم خدا کی مقدر مرا بدل جائے

ہو میرے دل میں جو اخلاق مصطفےٰ پیدا
تو سنگ بھی ہو تو کچھ روز میں پگھل جائے

عمل ہم آج کریں سیرت محمدؐ پر
تو دیکھ لیجئے نقشہ یہاں بدل جائے

ہے کامیاب وہی اس جہاں میں اے لوگو
نبیؐ کے سانچے میں انسان جو بھی ڈھل جائے

سوار جس پہ محمدؐ کے نام لیوا ہوں
وہ ڈگمگاتی ہوئی ناؤ بھی سنبھل جائے

مرے کریم سنور جائے آخرت میری
زباں پہ نام محمدؐ ہو، دم نکل جائے

سنہرے لفظ رقم کردوں نعت میں میں بھی
مرے بھی دل میں چراغ ہنر جو جل جائے

اوکرانیا میں اسلام

تحریر: عبد الرحمن المحمود
ترجمہ: ڈاکٹر احمد نسیم صدیقی

اوکرانیا (UKRANIA) جیساکہ اس کے عوام اسے کہتے ہیں، وہ ایک ملک ہے جو سابق سوویت روس سے آزاد ہوا ہے۔ اسے یہ آزادی ۲۴ اگست ۱۹۹۱ء کو حاصل ہوئی اس کا رقبہ ۶۰۳۷۰۰ مربع کلومیٹر ہے۔ اور اس کی آبادی ۵۲۱۰۳۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے جن میں تقریباً ۷۳ بر اوکرانی ۲۲ فیصد روسی، ایک فیصد یہودی اور چار فیصد افراد دیگر اقوام کے شامل ہیں جیسے تاتاری تاجک، اذری، چیچن اور بھی دوسرے لوگ اوکرانیوں میں اکثریت کا مذہب آرتھوڈکس عیسائیت ہے، دوسرے نمبر پر مسلمان ہیں جن کی تعداد ۲۰ لاکھ ہے۔

اوکرانی عوام گو کہ اپنی اصل کے لحاظ سے روسی عوام سے ہی تعلق رکھتے ہیں اور جو اصلاً سلاؤ قوم ہے اور باوجود اس کے کہ کچھ عرصہ تک اوکرانیا روسی راز شاہی کا ایک حصہ رہا ہے۔ بعد ازاں سوویت روسی اتحاد کے زیر اقتدار رہا تاہم ہم عہد خلیفہ عمر بن الخطاب اور پھر خلیفہ عثمان بن عفان کے دور میں سلاؤ بادشاہت کے زمانہ میں اوکرانیا کے بعض حصوں میں اسلام کی آمد کی بات کریں گے۔ اس کے بعد ہم آج کے اوکرانیا اور اوکرانی عوام کے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے روابط پر گفتگو کریں گے۔

اسلام اور مسیحیت کے درمیان کشمکش

اوکرانی عوام کے مسلمانوں کے ساتھ رابطہ کی تاریخ عباسی مملکت کے دور بلکہ اس سے بھی پہلے کے دور تک جاتی ہے جب مسلمان تاجروں کے قافلے سلاؤ اوکرانی راجدھانی کیف آیا کرتے تھے، دسویں صدی عیسوی کے دوران عربی سکوں پر اس بات کے ثبوت ملنے لگے تھے اس طرح خلافت عباسیہ اور کیف کی سلاؤ مملکت کے درمیان پہلی بار رابطہ قائم ہوا۔ یہ اس وقت ہوا۔ جب احمد بن فضلان کی قیادت میں ایک وفد وہاں پہنچا جسے عباسی خلیفہ المقتدر باللہ نے ۹۲۱ء میں ترکی خزر، روس، صقالبہ و باشغور کی جانب بھیجا تھا۔ اسی وقت بلغاری ترکوں نے بڑی تعداد میں دین اسلام قبول کیا اور انھوں نے کیف کے سلاؤ باشندوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے زبردست جدّوجہد کی یہ سلاؤ بت پرست تھے۔ یہاں عیسائی تبلیغی مشنریوں اور مسلمان داعیوں کے درمیان زبردست کشمکش ہوئی۔ اس موضوع پر متعدد مورخوں بالخصوص کیف یونیورسٹی میں تاریخ مذاہب کے پروفیسر نیکلائی گیر یوشکا درج ذیل روایت بیان کرتے ہیں، کیف کے حکمراں فلادیمیر کینیاز نے اسلام کے تئیں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ لیکن شراب چھوڑنے اور ختنہ کرانے پر راضی نہیں تھا۔ یہ وہی زمانہ تھا جب مسیحی وفد نے بادشاہ سے آسمانی مملکت کا وعدہ کیا اگر بادشاہ نے عیسائیت قبول کرلی۔ قطعی فیصلہ کرنے کے لئے اس نے بت پرستی کے بجائے نیا دین اختیار کرنے کا حکم دیدیا۔ اس نے دو وفد بھیجے۔ پہلا وفد اسلامی ممالک کی جانب اور دوسرا عیسائی ممالک کی جانب۔ ان دونوں وفدوں سے کہا گیا کہ وہ ان ملکوں میں آسائش زندگی، انتظام و انصرام اور ترقی کے بارے میں اپنی رپورٹ ارسال کریں۔ پہلا وفد مملکت کیف کے قریب ترین ملک بلغاریہ گیا جہاں اس نے عوام کو تنگ دستی اور مساجد کو سادگی کی حالت میں پایا۔ ان میں کسی طرح کی آرائش یا شان کا مظاہرہ نہیں تھا۔ وہاں کے عوام اپنی نمازیں کسی دف کی آواز، کسی موسیقی، کسی گانے یا شور کے بغیر ادا کرتے تھے جہاں تک دوسرے وفد کی بات ہے وہ کیتھولک عیسائی ملک جرمنی پہنچا۔ جہاں اس نے عوام کو پرعیش زندگی گذارتے ہوئے پایا ان کے گرجا گھر شان و شوکت والے، سونے کی سجاوٹ اور نقش و نگار والے پائے، وہ لوگ ان میں اپنی عبادت موسیقی اور نغموں کے ساتھ کرتے۔ دوسرے وفد نے اپنا معلوماتی اور کھوجی دورہ دین جدید کے سلسلے میں قسطنطنیہ (استنبول یا اسلام بول کے نام سے موجودہ ترکی کے شہر) میں ختم کیا جہاں شاہ نے اہل وفد کے ساتھ

بہت اچھا سلوک کیا۔ انھوں نے آیا صوفیاء کے شاندار گرجا گھر میں کی جانے والی عبادت کا مشاہدہ کیا اور پادریوں کو دیکھا جو شوخ رنگوں کے لباس میں عبادت کر رہے تھے، ان کی عبادات میں موسیقی اور سازوں پر نغموں کی آوازیں بھی تھیں۔ یہ ایسے نظارے ہیں جو جلال، ہیبت اور رعب طاری کرتے ہیں۔ اس کے بعد اہل وفد نے اپنے بادشاہ کو ان تمام مناظر کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ آرتھوڈکس نصرانیت جس کے اظہار کے طریقوں کو انھوں نے آیا صوفیا میں دیکھا ہے وہی مذاہب میں اس کے مزاج اور تعلق سے سب سے قریب ہے اس میں آرائش، سجاوٹ اور گانوں نیز موسیقی کی زبردست گنجائش ہے اور وہ دین شراب کو حرام نہیں کرتا ہے جو سلاؤ عوام میں اکثریت کا کل وقتی مشغلہ ہے وہ ختنہ کرانے کو بھی لازم قرار نہیں دیتا ہے، جس کے تصور سے ان پر خوف طاری ہو جاتا ہے۔ اس طرح تمام اہل سلاؤ مسیحیت کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ انھوں نے اس مذہب کو تلوار کے ذریعہ دیگر اقوام میں پھیلایا اور قطعۂ ارض پر مسلمانوں کے ساتھ عیسائیت کی جنگوں میں نصرانیت کی مدد کی۔

یہ صورت حال وکیف میں تھی اور اب جزیرہ نما القرم کی جانب دیکھیں جو آج اوکرانیا کا ایک حصہ ہے تو یہاں ہم صورتحال کو قطعی مختلف پاتے ہیں۔ اس صورت حال کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے بالکل شروع سے حالات کا جائزہ لیتے ہیں: منگولوں نے خلافت عباسیہ پر حملہ کیا ہے کہ وہ اپنی فتوحات کا سلسلہ وہاں تک پھیلا سکیں، لیکن باوجود فتح حاصل کرنے کے ان کے ایک بادشاہ نے دین اسلام قبول کر لیا۔ یہ بادشاہ برکت خاں تھا۔ اور اس نے ۱۲۶۷ء میں اسلام قبول کیا جس کی وجہ سے اسے نیک بادشاہ برکت خاں کہا جاتا ہے اور اس نے ایک طاقتور مملکت قائم کی جو دریائے وولگا کے دہانے سے جزیرہ نمائے القرم تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے بخش سرائے کو اپنی مملکت کی راجدھانی بنایا۔ جس کے معنی ہوتے ہیں پھولوں کا باغ۔ یہ شہر جزیرہ نما کے وسط میں قائم ہے اور شاہی محل یہاں آج بھی باقی ہے جسے اب ایک عجائب گاہ کی شکل دے دی گئی ہے۔

۱۳۱۳ء میں ذہبی منگول قبیلہ کی قیادت ازبک کے ہاتھوں میں آئی اور یہی وہ شخص ہے جس نے تمام مملکت اور بیرون مملکت مذہب اسلام کی دعوت وتبلیغ کا کارنامہ انجام دیا۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت کا جذبہ رکھنے کے باوجود ان عیسائی مشنریوں کے ساتھ اس کا سلوک وبرتاؤ نیکی اور نرمی کا ہوتا جو اس کی مملکت میں کام کر رہی تھیں۔ اس نے پادریوں کے چیف بطرس کو ایک خط لکھا جس میں اس نے دین مسیحی کے لئے اپنے تعریفی خیالات کا اظہار کیا تھا۔ اسی طرح ۱۳۱۸ء میں ۱۲ ویں پاپائے اعظم یوحنا نے بھی اس کو ایک خط لکھا جس میں پاپا نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ اچھے سلوک کے لئے اس کا شکریہ ادا کیا تھا اور اس کی تعریف کی تھی۔ مملکت روس عیسائیوں اور غیر عیسائیوں دونوں سے جزیہ وصول کرتی رہی خواہ اس کی حکومت کے تابع رہے ہوں یا اس کے اقتدار کے باہر رہتے ہوں۔

۱۷۵۴ء میں زار روس نے اوکرانیا پر قبضہ کر لیا جو جزیرہ نما قرم کا حصہ تھا اور حکومت عثمانیہ کے زیر اقتدار تھا۔ حکومت ترکی نے جون ۱۷۷۴ء میں جزیرہ نما قرم سے روس کے حق میں دستبردار ہو گئی اور حکومت روس نے نہ صرف مکمل اوکرانیا پر بلکہ پڑوسی ملک پولینڈ کے بھی بڑے حصوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد روسی زار حکومت کے ہاتھوں اوکرانیا کے مسلمانوں کے لئے زیادتیوں کا دور شروع ہوا جب نے ۱۷۸۳ء میں تقریباً ۳۵۰ ہزار مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ اس نے مساجد اور مکانات کو منہدم کرایا اور نذر آتش کیا، قبور اور سرہانے کے درختوں کو تباہ کر دیا، مال ومتاع چوری کر لیا اور جو باقی رہ گئے ان کے دین پر طاقت اور قہر کے زور سے قبضہ کرنے میں مدد کی۔ ۱۹ ویں صدی کے اواخر میں لاکھوں اور ہزاروں کی تعداد میں مسلمان اپنا دین و ایمان بچا کر اوکرانیا سے ترکی کو ہجرت کر گئے اس کے بعد جو باقی رہ گئے تھے۔ انھوں نے روس کی شاہی مملکت کے دور افتادہ مقامات پر ہجرت کی جیسا کہ روسی حکومت نے سوویت روس کے دونگا، چیچنیا اور داغستان کے ہزاروں مسلمانوں کو اوکرانیا نیز دیگر منطقوں کی جانب ہجرت کرنے پر مجبور کیا۔ اس پورے عمل کا مقصد تھا کہ مسلمانوں کو ان کی قیام گاہوں سے نکال کر انھیں آرتھوڈکس عیسائی اکثریت کی آبادیوں میں تتر بتر کر دیا جائے، انہیں غیر متحد کر دیا جائے۔ اس جزیرہ نما کے مسلمانوں پر کیا مصائب آئے ان کی تفصیل دینا یہاں ممکن نہیں ہے۔

بولشیوک انقلاب روس میں ۱۹۱۷ء میں ماسکو سے شروع ہوا۔ اور اس انقلاب کی چنگاریاں شاہی روس کے تمام حصوں میں پھیل گئیں۔ یہاں تک کہ اس کے اثرات

دیگر ملکوں پر بھی پڑے بولشیوک انقلاب نے نئی مسلم آبادیوں کو بھی نئے ملک کا حصہ بنا دیا جو شاہی روس کے مسمار نظام پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اسے سوویت اتحاد کا نام دیا گیا۔

یہ روسی بولشیوک انقلاب ملحد مارکسی عقیدہ کی بنیاد پر برپا کیا گیا تھا۔ ہر دین اور موجود وراثت کے برتر قومی عقیدہ کی بنیاد پر یہ قائم ہوا تھا۔ لہٰذا تمام مذاہب کے خلاف اس کی جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں اسلام اور اس کے پیروکاروں کا بھی بہت زیادہ حصہ رہا ہے۔ سوویت روس میں باقی رہنے والی مساجد اور دینی مکتبوں میں ایک نیا نظام شروع کیا گیا جس کے مقاصد واغراض اس کے اصل مقاصد سے بہت مختلف تھے۔ مسلم اوقاف کو ضبط کر لیا گیا۔ ائمہ کو جلاوطن کیا گیا۔ اور قتل کرنے والوں کو قتل کر دیا گیا۔ باقی لوگوں کو جیل خانوں میں ڈال دیا گیا تاکہ عذاب اور ذلت کا سامنا کریں۔

ان علاقوں کے عوام کی قومی زبانوں کے بجائے ان پر روسی زبان کا استعمال لازم کر دیا گیا، جنھیں کمیونسٹ استعمار نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔ اور قومی ناموں کو بدل کر روسی نام کر دیئے گئے۔ آق مسجد نامی شہر کا نام یسمفر بل ہو گیا، آق یار کا نام سیفاستوبل ہو گیا اور اسی طرح اسٹالن کے دور حکومت میں کمیونسٹ نظام نے تاریخ کے بڑے اور وحشیانہ قتل عام انجام دیئے۔ ان وحشی مہموں کا نشانہ نہ صرف انسانی برادری بنی بلکہ اس کی تاریخ اس کا دین ثقافت ورثا اور زمین کو بھی تاراج کیا گیا۔ شخصی ناموں کو بھی بدل دیا گیا مثال کے طور پر تاتاری قوم کے رہنما مصطفیٰ جمیل کو جمیلوف کر دیا گیا۔ اسی طرح کثیر تعداد میں افراد کے نام تبدیل کئے گئے۔

سوویت کمیونسٹ طاقتوں کا ظلم اور قہر اس وقت تک مسلسل جاری رہا جب تک کہ ۱۹۸۵ء میں روسی رہنما گورباچوف نے اپنے اصلاحی پروگرام پریسترو یکا یعنی تعمیر جدید کا اعلان نہیں کیا۔ تبھی مسلمانوں نے راحت کی سانس لینا شروع کیا جب سوویت حکمرانوں نے ان کے ذریعہ اپنی عبادات کو اپنے طریقہ پر ادا کرنے کی جانب سے صرف نظر کر لیا لیکن اوکرانیا کے مسلمانوں نے اپنی مساجد کی تعمیر نو اسی وقت شروع کی جب ۲۴ اگست ۱۹۹۱ء کو اوکرانیا کو سوویت حکومت سے آزادی حاصل ہو گئی۔

اوکرانیا کی جمہوری حکومتوں نے اپنے شہریوں کے لئے عقیدہ کی آزادی کو اپنے نظام کی بنیاد بنایا اور ان کی اپنی عبادت گاہوں کی تعمیر میں ان سے بھرپور تعاون کیا، ساتھ ہی جمہوری حکومت نے سابق کمیونسٹ حکومت کے ذریعہ بند کی گئی عبادت گاہوں کو دوبارہ قابل استعمال بنانے میں بھی مدد کی۔ مسلمانوں نے اپنی صفوں کی تنظیم اور دینی انجمنوں کے قیام کا عمل شروع کیا جنہیں آزادی کے بعد اوکرانیا کی یکے بعد دیگرے قومی حکومتوں نے رائج کیا۔ یہ سب کچھ دستور کی شقوں پر عمل درآمد کے سلسلے میں ہو رہا ہے آزاد اوکرانیا میں پہلی اسلامی تنظیم کی تشکیل میں قرم کی راجدھانی سمفروبل شہر میں مسلمانوں کے لئے ایک دینی انجمن کا قیام عمل میں آیا جس کے موجودہ ڈائریکٹر مفتی سید جلیل ابراہیم ہیں۔ اس انجمن نے اپنے مقاصد میں سر فہرست ان کوششوں میں تعاون کرنے کو بنایا ہے جو مسلمانان قرم اور تاتار اپنے ملکوں کی جانب واپسی اور اپنی جائیداد نیز مساجد کی بازیابی، کے لئے کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی وہ اپنی قومی شناخت کو بھی دوبارہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو ان سے چھین لی گئی تھی۔

عرب دنیا کے مسلمانوں نے اوکرانیا میں مسلمانوں کے لئے اسلامی ثقافت کی حیات نو میں زبردست تعاون کیا ہے اس تعاون کا سرکاری طور پر اظہار پہلی دفعہ اس وقت ہوا۔ جب ۱۹۹۳ء میں اوکرانیا کے مسلمانوں کیلئے ایک دینی ادارہ قائم کیا گیا۔ اس کا قیام الیکٹرانک کے ماہر ایک لبنانی انجینئر احمد تمیم کے ہاتھوں انجام پایا۔ لیکن صد افسوس کہ اوکرانیا میں قیام پذیر عرب مسلمانوں اور ان کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہو گئے جو عدالت تک پہنچ گئے۔ ان کے طریقہ عمل کے بعض مخالفین نے ان پر جماعت احباش کی فکر کو فروغ دینے کا الزام عائد کیا۔ انھوں نے اپنی مخصوص تنظیمیں بھی قائم کر لیں جو انجینئر احمد تمیم کے اسلامی ادارہ کے اثر سے دور ہیں ان میں سے زیادہ تر تنظیمیں اوکرانیا کے اتحاد تنظیمات اجتماعیہ کی رکن ہیں۔ جس کا قیام ۷ر فروری ۱۹۹۷ء کو عمل میں آیا اس اتحاد میں مختلف قسم کی ۱۲ تنظیمیں شامل ہیں اور ان کی شاخیں اوکرانیا کے کئی شہروں میں موجود ہیں یہ زیادہ تر عرب مسلمان طلباء اور تاجروں نیز دیگر اسلامی اقلیتوں جیسے چیچن، آذربین اور تاتار لوگوں پر مشتمل ہیں ان تنظیموں کی سرگرمیوں میں بنیادی طور پر وہ مسلمان عرب طلباء حصہ لیتے ہیں جو تعلیم کیلئے اوکرانیا آتے ہیں، یہ تمام سرگرمیاں اسلامی واجبات کی دعوت پر رضاکارانہ طور پر انجام پا رہی ہیں۔ اس کے علاوہ متعدد ترکی تنظیمیں اور ادارے دعوت اسلامیہ کے

میدان میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں. انھوں نے بڑی تعداد میں مساجد اور دینی مدارس قائم کئے ہیں. اور ان کے اماموں نیز اساتذہ کی کفالت کر رہے ہیں. یہ سب کچھ ان سرگرمیوں اور کاموں کے علاوہ ہے جو تبلیغی جماعت انجام دے رہی ہے. مسلمان نوجوانوں کی عالمی سوسائٹی اور دیگر ادارے بھی اسی طرح کے کام میں منہمک ہیں۔

اوکرانیا میں اسلامی سرگرمیوں کو انجام دینے والے ملکوں میں کویت کو سب سے زیادہ تعاون کرنے والا ملک سمجھا جاتا ہے مشرقی اوکرانیا کے دانیتسک میں اسلامی یونیورسٹی اور ابن فضلان یونیورسٹی کے افتتاح کی تقریب کے موقع پر الکویت، میگزین نے متعدد سرکاری افسران سے ملاقات کی. اس یونیورسٹی کی تعمیر میں کویت کی اصلاح اجتماعی کی سوسائٹی کے تحت کام کرنے والی لجنة العالم الاسلامی نے مالی اعانت کی ہے، کویت کی وزارت اوقاف کے نمائندہ سید بدر المطیری نے میگزین الکویت سے بات چیت کرتے ہوئے کہا: بلاشبہ کویت دنیا کے ہر گوشہ میں مسلمانوں کے معاملات پر امیر حکومت اور عوام ہر سطح پر خاص توجہ دیتا ہے. وزارتِ اوقاف کے ہم لوگ اپنے شعبہ خارجی روابط کے ذریعہ مسلمانوں کے امور پر نگاہ رکھتے ہیں. اوکرانیا کے بارے میں ہماری معلومات بہت قلیل تھی. یہ ہمارا یہاں کا پہلا دورہ ہے یہ ہمارے لئے بڑا اچھا موقع ہے کہ ہم اوکرانیا کے ذمہ داروں اور اس اسلامی کالونی کے عوام سے ملاقات کریں. اس سوال کے جواب میں کہ اوکرانیا میں وزارت اوقاف کے ونگ کی موجودگی بعض فلاحی پروجیکٹوں کو عملی جامہ دلانا ہے یا کویتی فلاحی سوسائٹیوں کے کاموں کی نگہداشت کرنا ہے. انھوں نے کہا: اس کے دونوں ہی مقاصد ہیں، ہم وزارت میں ملک سے باہر اسلامی انجمنوں کو مالی تعاون دینے میں مدد کرتے ہیں بالخصوص تعلیم و ثقافت کے میدان میں کام کرنے والے اداروں کو اس کے علاوہ کویتی فلاحی انجمنوں کی مدد کے لئے بھی تعاون کرتی ہے. جنہوں نے اپنی کوششیں چند برسوں سے شروع کی ہیں مجھے یقین ہے کہ اوکرانیا کے ساتھ مختلف میدانوں میں تعلقات قائم کرنے کے لئے ماحول پوری طرح سازگار ہے ہمارا سفارت خانہ وہاں موجود ہے اور سیاسی تعلقات کے ساتھ ہی ترقیاتی پراجیکٹوں میں بھی عوامی اور سرکاری سطح پر تعاون کا عمل موجود ہے. ہم امید کرتے ہیں کہ اس تعاون میں اضافہ ہوگا.

اوکرانیا میں متعین کویت کے سفیر السید خالد الدویلہ کہتے ہیں اوکرانیا میں اسلام سے متعلق کام سخت جانفشانی اور محنت کا طلب گار ہے کیونکہ یہاں اسلام کمزور ہے. ان کوششوں کی کامیابی کا انحصار اسلام کو ایک مذہب کی حیثیت سے پیش کرنے کے طریقہ پر ہے. پس اگر اس کو آسان اور تواضع کے طریقہ پر پیش کیا گیا تو یقیناً لوگ اسے قبول کریں گے تاہم اس کے برعکس بھی ممکن ہے کہ اگر سختی اور شدت کے ساتھ پیش کیا گیا تو لوگ اس سے متنفر ہو جائیں گے. حقیقت تو یہ ہے کہ میں یہاں تھوڑے عرصہ سے متعین ہوں لہٰذا میں عالمی اخوت کے لئے دعوت کے میدان میں کی جانے والی کوششوں پر کوئی قطعی فیصلہ نہیں دے سکتا ہوں لیکن دیگر ممالک میں کی جانے والی کوششوں کے ساتھ مقارنہ کرنے پر میں پاتا ہوں کہ یہاں کی کوششوں کے اچھے نتائج ظاہر ہوئے ہیں میری خواہش ہے کہ میں راجدھانی کیتف میں ایک مرکز اسلامی کا جلد ہی افتتاح کروں۔

جمعیت اصلاح کے تحت کام کرنے والی عالمی اسلامی سوسائٹی کے صدر استاذ عبدالعزیز جبران کا کہنا ہے: ہم نے اوکرانیا میں دعوتی کام کی ابتداء ۱۹۹۶ء کے شروع میں کی تھی اور اس سے قبل ہم دعوت کا کام کرنے والی اخوة العاملین کو کچھ مالی مدد دیا کرتے تھے سوسائٹی نے کیتف میں ایک دفتر خرید لیا تھا جہاں اسلامی سرگرمیوں کی نگہبان اتحاد جمعیات اجتماعیہ قائم ہے. سوسائٹی اس دفتر کے ماہانہ اخراجات کی بھی کفالت کرتی ہے. اس سوسائٹی نے دانیتسک میں یونیورسٹی قائم کرنے میں بھی مدد کی. اب وہ تیس کمروں اور پانچ فلیٹ والی عمارت خریدنے پر غور کر رہی ہے جس کی تخمینی قیمت ۳۵۰ ہزار امریکی ڈالر ہے، یہ عمارت طلباء کی رہائش کیلئے دی جائے گی۔

لجنة عالم الاسلامی اور دیگر کویتی فلاحی انجمنوں اور جماعتوں کی کوششیں ہمیں مسلسل ان ابتدائی اسلامی فتوحات کی یاد دلاتی رہتی ہیں جن کے نتیجہ میں ایک چوتھائی دنیا میں اسلام پھیلا پس ہر جگہ مسلمانوں کے معاملات کے سلسلے میں کویت کی جانب سے امیر حکومت اور عوام کی سطح پر ظاہر کی جانے والی دلچسپی یہ ثبوت فراہم کرتی ہے کہ اس مقصد سے وابستہ تمام افراد اپنی ذمہ داری کو پورے خلوص اور فرض شناسی کے ساتھ پورا کرتے ہیں اور دنیا کے تمام مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے پروگرام بناتے رہتے ہیں۔

سوال و جواب

محمد طارق ندوی

س :۔ ایک لڑکا غیر مسلم ہے وہ مسلمان لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے کیا اگر وہ غیر مسلم اسلام قبول کرلے تو مسلمان لڑکی سے عقد ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ج :۔ نکاح دونوں کے مابین جائز ہو سکتا ہے. لیکن اس کا اطمینان کرلیا جائے کہ یہ قبول اسلام صرف نکاح ہی کی خاطر تو نہیں کیونکہ اندیشہ ہے کہ نکاح کے بعد کہیں لڑکی کا ذہن بھی تباہ نہ ہو جائے۔

س :۔ نابالغ لڑکا اگر عاقل ہے وہ بغیر باپ کی اجازت کے ایجاب یا قبول کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا یا نہیں؟

ج :۔ بغیر ولی کی اجازت کے نابالغ لڑکے کا ایجاب و قبول معتبر نہیں ہے ولی شرعی کی اجازت ضروری ہے۔

س :۔ کیا نابینا پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے؟

ج :۔ نابینا پر جماعت سے نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے جماعت اس کے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔

س :۔ مسافر جمعہ کی نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

ج :۔ مسافر جمعہ کی نماز پڑھ بھی سکتا ہے، اور پڑھا بھی سکتا ہے۔

س :۔ کسی نے مرنے سے پہلے وصیت کی کہ مجھے فلاں شخص نہلائے اور فلاں نماز جنازہ پڑھائے تو کیا اس وصیت پر ورثاء کو عمل کرنا ضروری ہے؟

ج :۔ اس طرح کی وصیتوں پر کہ فلاں شخص نہلائے اور فلاں نماز جنازہ پڑھائے شرعاً لازم نہیں، البتہ وصیت کرنے والے کا خیال رکھا جائے۔

س :۔ بسا اوقات زکوٰۃ کی رقم منی آرڈر کے ذریعہ بھیجنا پڑتا ہے، منی آرڈر کرنے میں کچھ رقم خرچ ہوتی ہے کیا یہ رقم زکوٰۃ کی رقم سے دے سکتے ہیں؟

ج :۔ نہیں! منی آرڈر کی فیس میں زکوٰۃ کی رقم استعمال نہیں کی جا سکتی ہے۔

س :۔ قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج :۔ ہاتھ اٹھانا آداب دعا میں سے ہے اور دعا کرنا جائز ہے. لہٰذا ہاتھ اٹھانا بھی درست ہے۔

س :۔ شوہر اور بیوی پہلے ہندو تھے کچھ عرصہ پہلے دونوں نے اسلام قبول کر لیا تو کیا اب دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا؟

ج :۔ شوہر اور بیوی پہلے ہندو تھے اور ہندو طریقہ کے مطابق نکاح کیا تھا. اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دونوں مسلمان ہو گئے. تو دوبارہ نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

س :۔ جیون بیمہ کرانا جائز ہے یا نہیں؟

ج :۔ جیون بیمہ کرانا شرعاً حرام ہے اس میں سود اور قمار (جوا) دونوں پائے جاتے ہیں. اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أحل الله البيع وحرم الربا اور يا ايها الذين امنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه

نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

• تسنیم فاروقی

کچھ نہیں کچھ بھی نہیں ہے ماورائے مصطفیٰ
جو بھی ہے جو کچھ بھی ہے سب کچھ برائے مصطفیٰ

رب کو کچھ ایسی پسند آئی ادائے مصطفیٰ
لگ گئی فاروق اعظمؓ کو دعائے مصطفیٰ

خاکساری کی تمنا ہے شہنشاہوں کو بھی
تاج کو قدموں میں رکھتے ہیں گدائے مصطفیٰ

دل ہمارے کلمۂ توحید سے آباد ہیں
گونجتی رہتی ہے سینوں میں صدائے مصطفیٰ

سازشوں کے جال تو دشمن بچھاتے ہی رہے
رو دیئے کانٹے بھی لیکن مسکرائے مصطفیٰ

لوگ زندہ دفن کر دیتے تھے اپنی بیٹیاں
زندگی کا اک نیا دستور لائے مصطفیٰ

تھے ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ چار یار
ہم نشیں، ہمدرد و ہمدم ہمنوائے مصطفیٰ

شان میں سرکار کی پہلا قصیدہ ہے گواہ
خود ابوطالب نے لکھی ہے ثنائے مصطفیٰ

آسماں پر جب بھٹک جانا تو ان کو ڈھونڈنا
چاند تاروں میں چھپے ہیں نقش پائے مصطفیٰ

نیر تاباں کی کرنوں سے بچا کوئی نہیں
سب کا دل رکھتا بھی ہے کام آئے مصطفیٰ

تیری قسمت میں کہاں تسنیم دیدار نبیؐ!
بچھ گئیں جن کے خواب میں تشریف لائے مصطفیٰ

ندوہ کے شب و روز

محمد فرمان نیپالی

جمعیۃ الاصلاح کی افادیت کا اعتراف ہر شخص کو رہا ہے جس نے اس میں حصہ لے کر اپنی صلاحیت کو جلا بخشی ہے اور اپنی صلاحیت وقابلیت کا لوہا منوایا ہے اور میدان فکر وعمل میں اپنا امتیاز ثابت کیا ہے۔ چنانچہ اسی کے پیش نظر طلباء کے اندر دعوتی جذبہ خطیبانہ صلاحیت، دانشمندانہ وجرأت رندانہ کے ساتھ مضمون نویسی کی روح پھونکنے کے لئے جمعیۃ الاصلاح اپنے ہفتہ واری پروگرام بزم خطابت اور بزم سلیمانی کے جلسے منعقد کرتی ہے اور طلباء کی ہمت افزائی کی خاطر ششماہی وسالانہ انعامی مقابلے کا بھی اہتمام کرتی ہے تعطیل گرما کے بعد جب طلباء اپنے گھروں سے واپس ہوئے تو یہ جلسے منعقد ہوئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

بزم خطابت کا ششماہی انعامی مقابلہ مولانا علاء الدین صاحب ندوی کی صدارت میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے جمالیہ ہال میں بعنوان "جنگ آزادی میں علماء کا کردار (برائے علیا)، فتنۂ قادیانیت اور علماء کی ذمہ داریاں (برائے سفلی) ہوا علیا میں اول مجیب الرحمن، دوم محمد اسعد، سوم نعمان بھٹکلی جبکہ سفلی میں محمد اسلم اول، سجاد کریم دوم جمیل اختر سوم آئے۔ بزم سلیمانی جو سرخیل ندوہ علامہ سید سلیمان ندوی کے نام سے موسوم ہے کا بھی انعامی مقابلہ مولانا محمد غفران صاحب ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا جس کا عنوان علیا کیلئے "قرآن کریم ہماری زندگی کے لئے مشعل راہ اور سماجی واقتصادی مسائل کا حل" اور سفلی کیلئے "حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ اپنی خدمات کے آئینہ میں" تھا علیا میں اول راقم سطور محمد فرمان نیپالی، دوم انیس الرحمن اور شہاب الدین سوم آئے، سفلی میں محمد اسلم اول، شاہد اقبال دوم، اور محمد کلیم الدین سوم آئے۔

تقریب آزادئ ہند

۱۵ اگست ہندوستان کی تاریخ کا اہم باب ہے۔ ہندوستان کی جنگ آزادی ہمارے علماء کرام کی قربانیوں سے روشن ہے، علماء کرام نے جنگ آزادی میں وطن کی حفاظت کی خاطر جان کی بازی لگادی اور ایک لمحہ کے لئے بھی انگریزی سامراج کو انگیز نہیں کیا۔ ان خیالات کا اظہار دار العلوم ندوۃ العلماء کے مہتمم مولانا سعید الرحمن اعظمی ندوی نے دار العلوم میں جنگ آزادی کی تقریب پرچم کشائی کے موقع پر کیا۔ مولانا نے کہا کہ آج ہمارے علماء کے کارناموں کو فراموش کیا جارہا ہے، تاریخ کو بدلا جارہا ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس چمن کی علماء کرام نے اپنے مقدس لہو سے آبیاری کی اور اپنے خون جگر سے سینچا، ان پر اوران کے اخلاف پر الزام تراشی کی جارہی ہے "ایں چہ بوالعجبی است" مولانا نے گفت گو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج ضرورت ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی تاریخ کو ہر زبان میں شائع کراکے ہندوستانی عوام بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ جو اس سے ناواقف ہے کو علماء کرام کی قربانیوں سے روشناس کرایا جائے اور ان کو بتایا جائے کہ مسلمانوں نے جنگ آزادئ ہند میں اپنا حق ادا کردیا۔ اس موقع پر اساتذہ دار العلوم کے علاوہ معروف شاعر رئیس الشاکری ندوی نے بھی شرکت کی اور اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا۔

طلباء دار العلوم نے ۱۵ اگست کی تعطیل سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک تقابلی محفل مشاعرہ ۱۴ اگست کی شب میں منعقد کیا جن میں اکثر شرکاء نے اپنا کلام اور استاد شعراء علامہ اقبالؒ، مرزا غالب، میر تقی میر، حفیظ میرٹھی، وغیرہ کے کلام کو پیش کیا۔ صدارت مولانا رئیس الشاکری نے کی۔ نظامت کے فرائض برادرم شعیب احسن اعظمی نائب ناظم جمعیۃ الاصلاح نے انجام دیئے، صدر جلسہ نے کہا کہ یہ جلسے اردو ادب کے فروغ کے لئے منعقد کئے جاتے ہیں، لطف اندوزی قطعاً ان کا مقصد نہیں، ندوہ نے ایسے ادباء کو پیدا کیا جو دنیائے اردو میں ایک شان رکھتے ہیں۔ علامہ شبلی سے لیکر مفکر اسلام تک، اور مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی اور مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی بھی اس دریا کے شناور ہیں۔ جنھوں نے اس میں اپنا مقام پیدا کیا۔ اس تقابلی بزم میں اول راحت عزیز دوم محمد ارشد اور سوم منتظر نشاط آئے، اور تخلیقی کلام پیش کرنے والوں میں سید مظہر اندوری اول، فضیل اشرف دوم اور شعیب احسن سوم آئے۔

مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی مدظلہ العالی کا محاضرہ

حال ہی میں مولانا محترم کا ایک محاضرہ "العولمۃ" کے عنوان سے دار العلوم کے جمالیہ ہال میں ہوا جس میں مولانا نے "العولمۃ" کا مطلب یک قطبی نظام اور عالمگیریت بتایا اور یہ فرمایا کہ آج امریکہ اس کا پر زور نعرہ لگا رہا ہے اس کی یہ تمنا ہے کہ پوری قوم ایک جھنڈے تلے آجائے۔ دین اسلام جو ایک زندہ جاوید مذہب ہے اس کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکا جائے مولانا نے فرمایا کہ اس کے پیچھے یہودیوں کا ناپاک ہاتھ ہے جن کی سرشت میں فتنہ انگیزی اور شر انگیزی بھری پڑی ہے۔

مولانا نے کہا کہ آج عالمی ذرائع ابلاغ پر انہی جابر قوموں کا قبضہ ہے وہ جو چاہتی ہیں بآسانی انجام دیتی ہیں۔ ایک مرتبہ ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں کی عیدوں سے متعلق یہ خبر نشر کی کہ جب مسلمانوں کی عید آتی ہے تو کثرت سے نئے نئے جوتے اور چپلیں جمع ہوجاتی ہیں، مولانا نے اس خبر کے تناظر میں فرمایا کہ کس قدر عناد اور دشمنی کی بات ہے کہ مسلمانوں کی الفت ومحبت، داد ودہش، آپسی بھائی چارگی، غریبوں پر احسان فقیروں کی جھولی بھرنے جیسی نمایاں خصوصیات سے چشم پوشی کرکے میڈیا نے صرف یہی خبر نشر کی۔ مولانا موصوف نے موضوع کے ماله وما علیہ سے متعلق ایک محقق و مدلل گفتگو کی۔

یہ جلسہ جمعیۃ الاصلاح کی بزم ثقافت کے تحت منعقد کیا گیا تھا، برادرم مجیب الرحمن سنبھلی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

پروفیسر محمد اجتباء ندوی مدظلہ العالی کا محاضرہ

اسی طرح پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی کا بعنوان "عالم اسلام کے مسائل اور ہماری ذمہ داریاں" ایک محاضرہ ہوا جس میں پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ "عالم اسلام اس وقت مختلف قسم کے مسائل سے گھرا ہوا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتنۂ ارتداد کا مسئلہ اٹھا حضرت امام احمد بن حنبل کے دور میں فتنہ خلق قرآن اٹھا اور حضرت امام احمد اس کے سامنے سد سکندری بن گئے۔ اور کوڑے پر کوڑے کھاتے جارہے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی زبان سے یہی جملہ بار بار نکل رہا تھا کہ۔ أعطوني شيئاً من كتاب الله أو سنة رسوله حتى أقول به اگر میرے سامنے اللہ کی کتاب یا اس کے رسول کی سنت سے کچھ پیش کرو تو میں اس کو مان لوں، اسی طرح پروفیسر صاحب نے بھی مختلف ادوار میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھائے جانے والے فتنوں کا بھرپور جائزہ لیا۔ اور علماء کرام کی صلابت، ثابت قدمی کا بھی درد انگیز لہجہ میں اظہار کیا۔ اور دور حاضر کا فتنہ مغربی تہذیب کو اس کے عیوب ونقائص کے ساتھ قبول کرنا ہے لہٰذا اس کے بالمقابل معتدل موقف اختیار کرنے کی پرزور دعوت دی اس موقع سے طلباء کی کثرت سے پورا ہال کھچا کھچ بھرا تھا اور باہر بھی طلباء کی ایک جماعت کھڑی تھی۔

مولانا عبد الکریم پاریکھ کے اعزاز میں جلسہ

مشہور عالم دین مفسر قرآن مولانا عبد الکریم پاریکھ کو صدر جمہوریہ کی جانب سے پدم بھوشن ایوارڈ ملنے کے اعزاز میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے وسیع ہال میں زیر صدارت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا ڈاکٹر عبد اللہ عباس صاحب ندوی نے فرمایا کہ مولانا عبد الکریم پاریکھ کی شخصیت ہر خاص وعام میں مقبول ہے مولانا پاریکھ صاحب کا اس ایوارڈ کا صرف قبول کرلینا ہی ایوارڈ دہندگان کے لئے باعث افتخار ہے مولانا موصوف نے فرمایا: مولانا پاریکھ صاحب کے نزدیک ایوارڈوں کی کوئی حیثیت نہیں، کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ ایوارڈ حکومت ہند نے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کیا تھا لیکن انھوں نے قبول نہیں کیا اور مولانا پاریکھ صاحب نے اسے قبول کرلیا۔ مولانا نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حکومت ہند آج اتنی جری ہوگئی ہے کہ مسلمانوں پر بے محابہ تشدد اور دہشت گردی کا الزام لگاتی ہے اور مسلمانوں کو ہر طرف سے ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے جبکہ یہ صورتحال سابقہ زمانوں میں نہیں تھی۔ تو ایسی صورت حال میں حکومت ہند تک مسلمانوں کی آواز پہونچانے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا فرد آئے جو اس کام کو انجام دے مولانا پاریکھ صاحب ماشاء اللہ اس کے لئے موزوں ہیں۔ اس موقع پر مولانا پاریکھ صاحب نے بھی تقریر کی اور ان کی زبان تشکر وامتنان کے جذبہ سے لبریز تھی اخیر میں صدر محترم کی دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی مدظلہ العالی کا محاضرہ

مورخہ ۱۰ جمادی الثانیہ ۱۴۲۲ھ بروز جمعرات مولانا عبد اللہ عباس صاحب ندوی کا ایک محاضرہ بعنوان "تطبیق أسس البلاغة بالقرآن" ہوا جس میں مولانا موصوف نے فرمایا کہ قرآن نے اہل عرب کو تدریجاً چیلنج کیا تھا۔ اولاً ایک سورت لانے کی فرمائش کی گئی لیکن

جب اس سے عاجز رہے تو دس آیتیں اور پھر تین آیتیں، لیکن چونکہ قرآن خدائی کلام ہے، بندوں کا ساختہ پرداختہ نہیں ہے اسی وجہ وہ اس چیلنج کو قبول نہیں کرسکے۔ مولانا نے فرمایا کہ علم بلاغت کی ابتداء حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور عصر جدید کے ادباء ومفکرین میں مصطفیٰ صادق رافعی بلاغت کے بڑے مصنف مانے جاتے ہیں اور قرآن معجزہ نظری نہیں بلکہ دیگر معجزات کی طرح یہ بھی بدیہی ہے اور بلاغت قرآن کا خادم ہے چونکہ یہ جلسہ وکیل کلیۃ الشریعۃ مولانا سلمان الحسینی الندوی کے ایماء پر کلیۃ الشریعۃ کی جانب سے ہوا تھا۔ اسی وجہ سے مولانا برہان الدین صاحب سنبھلی مدظلہ العالی صدر تھے۔ اور انھوں نے بھی مفید باتیں بیان کیں، طلباء نے اپنے ذوق علمی کا ثبوت دیا اور پوری متانت و سنجیدگی سے محاضرہ سنتے رہے۔

ڈاکٹر محمود سلیمان صاحب کا محاضرہ

فلسطین سے آئے ہوئے مہمان ڈاکٹر محمود سلیمان صاحب (جو جامعہ علی گڑھ میں زیر تعلیم ہیں) کا ایک محاضرہ بعنوان "الفلسطین فی الماضی الحاضر" ہوا جس میں ڈاکٹر صاحب نے طلباء کو فلسطین کی تاریخ سے واقف کرایا اور بتایا کہ ماضی میں فلسطین کی کیا حیثیت تھی۔ اور اب کن مسائل سے دوچار ہے۔ آپ نے تاریخ کے حوالہ سے مسجد اقصیٰ کی تعمیر اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر جدید سے لیکر حال میں یہودیوں کے ناپاک قبضے تک کی پوری روئیداد سنائی اور فلسطینی مسلمان جس طرح ظلم کی چکی میں پیسے جارہے ہیں۔ اس کو بھی بیان کیا۔

اخیر میں فلسطین میں موجودہ صورتحال سے متعلق ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں وہاں کی تصویروں کو آویزاں کیا گیا تھا جس سے اسرائیلی ظلم وستم کی پوری عکاسی ہورہی تھی حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے موضوع کا حق ادا کردیا، واضح رہے کہ یہ موضوع تین نشستوں میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ نظامت الأمین العام النادی العربی محمد سلمان نسیم ندوی نے کی۔

مولانا سید سلمان حسینی ندوی کا محاضرہ

مورخہ ١٥ر جمادی الثانی ١٤٢٢ھ کو مولانا سید سلمان حسینی ندوی کا ایک محاضرہ بعنوان "المسلمون فی القرن الحادی والعشرین أمام تحدیات" ہوا، جس میں مولانا نے قرن اول اور عصر حاضر کے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ قرن اول کے مسلمان مکمل طور پر ایمانی صفات سے مزین تھے جس کی وجہ سے اسلام دشمن طاقتوں کا مقابلہ کرنا بہت آسان تھا۔ اور انھوں نے مقابلہ بھی کیا۔ آج بھی اگر مسلمانوں میں وہی صفات پیدا ہوجائیں تو وہ بلاخوف وخطر ہر قسم کے فتنوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں! مولانا نے کہا کہ اکیسویں صدی کا سب سے بڑا چیلنج یہودیت کا وہ عظیم فتنہ ہے جس کے پیش نظر مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کی جارہی ہے اور اس کی عظمت و حرمت کو پامال کیا جارہا ہے، مولانا نے گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ دور حاضر کے اور بھی بہت سے فتنے ہیں جن کے مقابلہ کے لئے ہمیں ہر طرح سے تیار ہونے کی ضرورت ہے۔

مولانا احمد لاٹ صاحب ندوی کا خطاب

مرکز جماعت تبلیغ دہلی کے اہم ذمہ دار و داعی اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فیض یافتہ مولانا احمد لاٹ صاحب ندوی کا ١٤ر ستمبر ٢٠٠١ء کو "دعوت وتبلیغ اور اصلاح اعمال" کے موضوع پر دارالعلوم کی شاندار مسجد میں خطاب ہوا جس میں طلباء واساتذہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج کے اس پُرآشوب دور میں قرآن وسنت کے پیغام کو عام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اس کے لئے ہمارے طلباء علوم نبوت کو ہر طرح سے تیار رہنا چاہئے۔ انھوں نے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کا یہ قول نقل کیا "کہ اگر ارادے صحیح ہوں اور نیتوں میں خلوص ہو تو بڑے بڑے ادارے وجود میں آتے چلے جاتے ہیں"۔ اور فرمایا کہ دعوت وتبلیغ میں بڑی بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج حقیقی معنوں میں ہمارے طلباء میں اس کا فقدان ہے، چنانچہ مولانا نے طلباء کو ابھارا اور ان کو دعوتی کام کرنے کا شوق دلایا۔ اور ان سے دین کے کام کو چپہ چپہ میں پھیلانے کی اچھی امیدیں قائم کیں اس موقع پر آخری سال کے کچھ طلباء نے سال سال بھر کے لئے جماعت میں نکلنے کا عزم کیا اور تعطیل رمضان میں دعوت کے کام کو لیکر چلنے پھرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اخیر میں مولانا احمد لاٹ صاحب ندوی نے رقت آمیز دعا کرائی۔

حضرت ناظم ندوۃ العلماء کا مصر سے واپسی پر ایک تاثراتی خطاب

عالمی رابطہ عالم اسلامی کے مجلس امناء کے جلسہ میں شرکت کے لئے ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع صاحب حسنی ندوی مصر تشریف لے گئے تھے چنانچہ مصر سے واپسی پر طلبہ کی درخواست پر "روداد سفر" کے عنوان سے

(باقی ص ١٦ پر)

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● سلطنت سعودی عربیہ نے ٢٣ر ستمبر کو ہر سال کی طرح اپنا قومی دن منایا یہ تقریب سعید اپنے تاریخی واقعہ کو یاد دلاتی ہے جب مرحوم شاہ عبدالعزیز نے ٢٣ر ستمبر ١٩٣٢ء کو سعودی عربیہ کے بکھرے ہوئے حصوں کو متحدہ کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہو اس سلطنت کے بانی مرحوم شاہ عبدالعزیز جنھوں نے تمام مشکلات سے نبرد آزما ہوکر چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے اس عظیم الشان سلطنت کو قائم کیا، اور اس نئی ریاست کا احیا قرآن وحدیث کے فرمانوں پر ہوا۔ اس کا نتیجہ ہے کہ اس خطۂ عرب میں اسلامی قوانین کا نفاذ۔ ایک ایسی سرزمین پر جو اسلام کے ابدی پیغام کا گھر ہے، حقیقت میں سعودی مملکت اپنی اسلامی شناخت اور ثقافتی اقدار سے پیوستہ رہ کر تمام شعبوں میں ترقی اور پیش قدمی کررہی ہے، سعودی حکومت مادی ترقی کی خاطر دین اور اسلامی ثقافت کی قربانی دینے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہے بلکہ اس کے برخلاف مملکت اپنی اسلامی بنیادوں پر مضبوطی سے کاربند رہتے ہوئے مادی ترقی سے بہرہ مند ہے یہی وہ سبق تھا جس کو مملکت کے بانی نے اپنے مخلص جانشینوں کو دیا جنھوں نے اس ورثہ کو عزیز جانا اور اب تک اس کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ کی ہے۔

سعودی حکومت مسلمانوں کے تمام مسائل کو بڑی اہمیت دیتی ہے اور جب بھی جہاں بھی ضرورت پڑتی مسلمانوں کی مدد کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے، بین الاقوامی تعاون کے شعبہ میں سلطنت ترقی پذیر ملکوں کی تکالیف کے بارے میں مکمل طور سے باخبر ہے۔

قابل فخر ورثے کی بنیاد پر قائم اسلامی مملکت سعودی عربیہ جس کی آج ہر کوئی تعریف کررہا ہے، جہاں جرائم کی شرح ساری دنیا میں سب سے کم اور امن سلامتی بلاامتیاز سب کے لئے موجود ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مزید استحکام اور حرمین کی پاسبانی کرنے کا شرف عنایت فرمائے۔

● ملیشیا کی پارلیمنٹ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتر محمد نے مسلم ممالک پر زور دیا کہ وہ ایک اسلامی کرنسی تشکیل دیں جس سے ان کا امریکی ڈالر پر انحصار کم ہو اور مسلمان ممالک کے درمیان تجارت میں اضافہ ہو۔ انھوں نے کہا کہ صرف ملیشیا کا ٨٠ فیصد تجارتی لین دین امریکی ڈالر میں ہوتا ہے، اور اگر ہم مشترکہ کرنسی بنالیں تو ڈالر کے اثرات سے بچ سکیں گے۔

ممبران پارلیمنٹ نے بھی وزیر اعظم کے مشترکہ کرنسی کے نظریہ کو سراہتے ہوئے اس کو یورو سے تشبیہ دی ہے، ملیشیا میں قائم ایک سعودی مالیاتی گروپ کے ڈائریکٹر نے کہا کہ اس کرنسی کی تشکیل میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں، تاہم اسلامی کانفرنس تنظیم ایسی کسی کرنسی کی تشکیل کے لئے اہم کردار ادا کرسکتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ کرنسی نہ ہونے کی وجہ سے مسلم ممالک آپس میں بہت کم تجارت کرتے ہیں جبکہ بیشتر اسلامی ممالک کا سب سے بڑا تجارتی شریک امریکہ ہے۔

● سنکیانگ چین کے شمال مغرب میں بیجنگ سے چار ہزار کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ سنکیانگ منتہائے مشرق کی سمت ترکی النسل آبادی کا علاقہ ہے جو ترکی کے مغرب سے وسط ایشیا کے ساتھ ہوتا ہوا افغانستان سے جا ملتا ہے، اسے مقامی طور پر مشرقی ترکستان بھی کہتے ہیں، جو اسے تاریخی اعتبار سے چین سے ممتاز کرتا ہے۔ اس کی آبادی غالب طور پر ترکی یا پھر انڈو یورپی نسلی پہچان رکھتی ہے، اس کی زبانوں میں ترکی اور منگولیا کی بولیاں بھی شامل ہیں ان میں اہم ترکی النسل تاتار، قازق اور کرغیز ہیں۔ ان تمام گروہوں کا وسط ایشیائی ریاستوں تاجکستان، ازبکستان، کرغیزستان، قازقستان، اور ترکمانستان سے گہرا رشتہ اور رابطہ ہے یہاں اسلام غالب ترین مذہب ہے اور اس کی یہ حیثیت دسویں صدی سے برقرار ہے۔ چین کی ١٩٩٠ء کی مردم شماری کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ایک کروڑ ٧٠ لاکھ ہے جبکہ ڈاکٹر پال جارج کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی حقیقی تعداد اس سے دوگنی ہے، اس میں شک نہیں کہ چین اپنی آبادی کے اعتبار سے ایک بڑا مسلم اقلیتی آبادی رکھنے والا ملک ہے۔

وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا۔

مطالعہ کی میز پر

تبصرے کے لئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے

• محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

نام کتاب : ہدایۃ النحو
مصنف : علامہ سراج الدین اودھی
محقق : محی الدین غازی
صفحات: ۱۲۸، سائز ۱۸×۲۲/۸ قیمت ۲۴ روپے
ملنے کا پتہ:- مکتبہ ندویہ پوسٹ بکس ۹۳ دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

ہدایۃ النحو فن نحو کی ایک بنیادی اور اہم ترین کتاب ہے جسے علامہ سراج الدین اودھی نے بہت پہلے تصنیف کی تھی، یہ کتاب تمام عربی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہے لاتعداد طلبہ و اساتذہ اور علماء نے اس کے نحوی قواعد سے فائدہ اٹھایا اور اب بھی اس سے برابر استفادہ کر رہے ہیں۔

چونکہ یہ کتاب قدیم طرز پر لکھی گئی تھی اور طباعت میں بھی بہت سی خامیاں تھیں مزید یہ کہ اس پر فارسی کے حاشیہ کا بوجھ، جو طلباء کو مزید بوجھل کئے ہوئے تھا۔ اس لئے اس کتاب پر نظر ثانی، اس کی تحقیق اور خوبصورت طباعت ایک ناگزیر اور مفید عمل تھا جس کے پیش نظر جناب محی الدین غازی نے اس اہم کام کو بڑی محنت اور جد و جہد کے ساتھ انجام دیا۔ چنانچہ انھوں نے طلباء کے ذہن و مزاج اور صلاحیت کو دیکھتے ہوئے نسخہ کی عبارتوں کی تحقیق، اغلاط کی تصحیح اردو میں نحوی مسائل کی عام فہم تشریح اور مشکل بحثوں کی تسہیل اور ابواب و فصول کی خوبصورت تقسیم کو نئے قالب میں ڈھال دیا ہے۔

اس طرح یہ کتاب طلبہ و اساتذہ کے لئے آسان فہم اور مزید مفید بن گئی ہے اس لئے اس کو پرانے نسخہ کی جگہ پر داخل نصاب کرنا مفید و بہتر رہے گا۔

اسلامک سینٹر آف انڈیا فرنگی محل لکھنؤ کے ذمہ داران مولانا طارق رشید ندوی فرنگی محلی اور مولانا خالد رشید ندوی فرنگی محلی قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کو اس اہتمام کے ساتھ شائع کر کے اپنے علمی ذوق کا ثبوت دیا ہے اور فرنگی محل کی تاریخ کو زندہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس عمل کو قبول فرمائے اور طلباء و اساتذہ کے لئے مفید بنائے۔ آمین

نام کتاب : اصلاحی اشعار
مرتب : محمد عبد المنان صدیقی سبیلی
صفحات : ۲۰۸، سائز ۱۸×۲۲/۸
خوبصورت سرورق، قیمت ۸۰ روپے
ملنے کا پتہ:- ادارہ ذوقِ ادب، محلہ اٹھارہ سیڑھی قلعہ گولکنڈہ، حیدر آباد (اے۔پی)

شعر و شاعری کا ذوق کون نہیں رکھتا۔ ہر عمر، ہر صنف، ہر پیشہ، ہر فکر اور ہر ذہن کے لوگ شعری ذوق رکھتے ہیں، انھیں اپنی پسند کے اشعار یاد بھی ہوتے ہیں۔ اور موقع محل کے اعتبار سے اپنی تقریر و تحریر اور گفتگو میں استعمال بھی کرتے ہیں۔ انہی لوگوں میں جناب محمد عبد المنان صدیقی سبیلی صاحب بھی ہیں جو شاعری کا نہایت صاف ستھرا اور شستہ و شائستہ ذوق رکھتے ہیں۔ "اصلاحی اشعار" انہی کا منتخب کردہ دینی و اصلاحی اشعار کا حسین مجموعہ ہے جس میں دین و دانش، دعوت و اصلاح اور ادب سے متعلق فکر انگیز، کردار ساز، روح پرور، قدیم و جدید شاعروں کے اشعار جمع کئے گئے ہیں جو اہل علم، اصحابِ قلم، مقررین، دینی و عصری مدارس کے طلباء کے لئے قیمتی شعری سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ اشعار حروف تہجی اور موضوعات کے اعتبار سے ترتیب وار مرتب کئے گئے ہیں۔ اسلئے بیت بازی میں حصہ لینے والے طلباء کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے۔ لہٰذا وہ ضرور ان اشعار سے استفادہ کریں۔

کتاب کے شروع میں ایک حمد، ایک دعاء، ایک نعت، کتاب کے آخر میں "انسان کا آغاز اور انجام" کے عنوان سے ایک نظم اور پشت پر علامہ سید سلیمان ندوی رح کی ایک مناجات بھی شامل کتاب ہے

یقین ہے کہ "اصلاحی اشعار" اہل ذوق کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ اور ہر طبقہ کے لوگ ان میں اپنے ذوق کا سامان پائیں گے۔

چنے ہیں میں نے بھی کچھ پھول تیرے باغ معنی سے
الٰہی تو اگر حسنِ قبول ان کو عطا کر دے

جسے ہوائے زمانہ کبھی بجھا نہ سکے
قدم قدم پہ وہ اک شمعِ راہ پیدا کر

قارئین تعمیر حیات سے گذارش

یہ بات ادارہ تعمیر حیات کے لئے باعث مسرت ہے کہ قارئین تعمیر حیات اپنے خطوط میں رسالہ سے دلچسپی اس کی افادیت اور بعض حضرات بڑی شیفتگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں اور سرخ نشان یا مطالبہ کا خط ملنے پر جلد رقم بھیجنے کی فکر کرتے ہیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔

ہمارے بہت سے قارئین اپنے دوست و احباب کو بھی اس کے مطالعہ اور خریداری کی طرف توجہ دلاکر اس نیک اور دعوتی کام میں اپنا قیمتی تعاون پیش کرتے ہیں، جیسا کہ ہمارے قارئین کو اندازہ ہوگا۔ تعمیر حیات کوئی کاروباری صحافت نہیں ہے بلکہ خالص دعوتی اور موجودہ عہد میں امت مسلمہ کے لئے درپیش خطرات سے باخبر رکھنے کا ایک مثبت اور تعمیری رسالہ ہے جو نقصان کی پرواہ کئے بغیر اپنا فریضہ ادا کر رہا ہے۔ لیکن ادھر دو ماہ سے ڈاک خرچ میں دو گنا اضافہ ہو گیا ہے اور کاغذ بھی بہت مہنگا ہو گیا ہے۔ لہٰذا ادارے کے ذمہ داروں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کی قیمت میں کچھ اضافہ کر دیا جائے۔

یہ اضافہ جتنا کم سے کم ہونا ضروری ہے وہ فی شمار ایک روپیہ مزید ہے یعنی چھ روپئے کے بجائے سات روپئے۔

لہٰذا رسالہ کے سال نو یعنی ازنومبر ۲۰۰۱ء سے ایک پرچہ کی قیمت =/7 روپئے اور سالانہ قیمت =/150 روپئے کر دی گئی ہے۔ اسی حساب سے اشتہار اور ایجنسی میں اضافہ ہو گیا ہے، امید ہے کہ ہمارے قارئین و اشتہار دینے والے حضرات دین کی خدمت اور کارِ ثواب سمجھ کر اپنا تعاون جاری رکھیں گے۔

جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے وہ اگر بطور مالی تعاون اس خالص دینی دعوتی، اور امت میں بیداری پیدا کرنے والے رسالہ میں حصہ لیں تو ان کے لئے صدقۂ جاریہ سے کم نہ ہوگا۔ الحمد للہ اس سے ہزاروں ہزار افراد اور دور دراز ملکوں کے لوگوں کو فائدہ پہونچ رہا ہے۔

اضافہ کی تفصیلات

۱:۔ فی شمارہ	Rs:- 7/=
۲:۔ سالانہ زرتعاون	Rs:- 150/=
۳:۔ ششماہی	Rs:- 80/=
۴:۔ غیر ملکی فضائی ڈاک سے	Rs:- 1500/=
۵:۔ " " بحری "	Rs:- 900/=

نرخ اشتہار

۱:۔ رنگین صفحہ (پشت پر)	Rs: 50/=	فی سینٹی میٹر فی کالم
۲:۔ اندرون صفحہ	Rs: 40/=	" " "

ایجنسی: فی کاپی =/Rs: 15 پیشگی بطور ضمانت ادا کرنی ہوگی۔

(ادارہ)